U72570 . 1 12-09.

itle - AASAAR - E - GHALIB.

reator - MURATTIBA QAZI Abdul Wadeed

ublisher - N.A.

Date - 1949

Pages - 68.

Subjects - Ghalib - Tanqeed ; Ghalibiyaat - Tehqeeq.

زندہ دارد مرد را آثارِ مرد
بوئے گل باقیست چوں گردد گلاب

(نظیری)

آثارِ غالب

مرتبہ

قاضی عبدالودود

یہ کتاب جناب ڈاکٹر عبدالستّار صدّیقی کے نام معنون کیجاتی ہے

فہرس

عرضِ حال

آثارِ غالب کا بہت بڑا حصہ یا تو قلمی کتابوں سے لیا گیا ہے، یا ایسے مطبوعات سے جو عام دسترس سے باہر ہیں۔ اس سے جو چیزیں مستثنیٰ ہیں اُن کے شمول کی وجہ اپنی اپنی جگہ پر بیان کی جائے گی۔

فارسی خطوط حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم کے کتب خانے کے ایک قلمی مجموعے سے ماخوذ ہیں۔ حکیم صاحب اُردو کے اچھے انشا پرداز اور زبردست حامی تھے۔ علمی خدمات بھی انھوں نے کم نہ کی تھیں۔ اس کا اندازہ اُن کے کارنامہ حیات ثلاثۂ غسالہ کی اشاعت سے ہو سکتا۔ اُن کی بے وقت وفات سے اُردو کا بڑا نقصان ہوا ہے۔

آثارِ غالب کی ترتیب یا اس کے حواشی کی تحریر میں جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، جناب ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، جناب ڈاکٹر عندلیب شادانی، جناب عرشی، جناب مہیش پرشاد، جناب سید وزیر الحسن عابدی، اور جناب مختار الدین احمد آرزو سے مدد ملی ہے۔ میں ان اصحاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ چھپائی کی نگرانی بھی آرزو صاحب کے سپرد ہے۔ اگر وہ اسے صحیح چھپا سکے تو دہرے شکریے کے مستحق ہوں گے۔ آثارِ غالب کی ترتیب بڑی عجلت میں ہوئی ہے۔ بعض امور کی حسبِ دلخواہ تحقیق قلتِ وقت کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ میں ناظرین سے معذرت خواہ ہوں۔

عبدالودود

۳۰ مارچ ۱۹۴۹ء

حصّہ اوّل

اُردو نثر

(۱) دیباچہ لطائفِ غیبی

سیّاح بحر و بر، ہیچمدان، بے ہنر، سیف الحق، میاں داد خاں حق شناسوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں رہنے والا اورنگ آباد دکن کا ہوں۔ میں نے بعد تحصیل علم رسمیہ سیاحت اختیار کر کے بنگالہ، دکن، پنجاب، وسطِ ہند، بلاد و قریٰ کے کہاں تک نام لوں قلمروِ ہند میں سر تا سر پھرا ہوں بلکہ سندھ و کابل و کشمیر و قندھار بھی دیکھ آیا ہوں۔ اِن دنوں میں دو رسالے نثر کے میری نظر سے گزرے: ایک قاطع برہان اور ایک محرقِ قاطع برہان۔ پہلا نسخہ یعنی قاطع برہان کا مؤلف ایک شخص ہے، معظّم اور مکرّم والا رتبہ، عالی شان، عالی خاندان، انگریزی رئیس زادوں میں محسوب، بادشاہِ دہلی کے حضور سے مخاطب بہ نجم الدولہ دبیر الملک نظام جنگ یعنی غالب تخلص اسد اللہ خاں بہادر۔ اور محرق کا جامع کوئی شخص بچ رہا ہے دہلی میں سے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی محکمۂ انگریزی کا سررشتہ دار ہو گیا تھا اور اب خانہ نشین ہے، موسوم بہ منشی سعادت علی۔ نثر سے واقف نہ نظم سے آگاہ، نہ عقل کا سرمایہ نہ علم کی دستگاہ۔ کسی بستی میں، کسی گاؤں میں، کسی گھاٹ پہ، کسی باٹ پر اس بزرگ کا نام کسی سے نہیں سُنا۔ اللہ اللہ غالب نام آور نامدار، کوئی شہر ایسا نہ دیکھا جس میں اُن کے دو چار شاگرد، دس بیس معتقد نہ دیکھے ہوں، ایک عالم اُن کی فارسی دانی اور شیوا بیانی کا معترف۔ نظم میں ظہوری و نظیری و عرفی کے برابر، نثر میں نثاران سابق و حال سے بہتر۔ کلیاتِ نظم نسخۂ سحرِ سامری، نثر میں پنج آہنگ سلکِ درِ خوش آب، دستنبو گوہرِ نایاب، مہرِ نیمروز غیرتِ آفتاب، ہر نکتہ ایک کتاب، ہر کتاب منتخب الجواب۔ جو بلاغت اور فصاحت کو جانتے ہیں اور معنی کا حسن پہچانتے ہیں، متفق علیہ اُن کا یہی عقیدہ ہے۔ اگر ایک آدمی کو عوام میں سے

یہ عقیدہ نہ ہوا تو وہ آدمی بے شک ایک گروہ کا مردود ہوگا۔

اگر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

محرق کی عبارت واہ کیا کہنا ہے بعینہ اگچھ بگچھ، ربط نا مربوط، ضمائر محذوف، اوّل سے آخر تک سوال دیگر جواب دیگر کا التزام، عبارت یک قلم حشو اور حشو بھی قبیح، با ایں ہمہ وہ رسالہ سراسر بغض و عناد و سوءِ ظن و حمق و خبط و سب و شتم کا مجموعہ ہے۔ تو با خاطر میمون منشی صاحب میں کیا آیا جو اس رسالے کی تحریر کا قصد فرمایا۔ کتاب خوگیر، عبارت خوگیر کی بھرتی۔ جو اشعار بہ چشم داشت سند لکھے ہیں، وہ زیر تنگ زیر تنگ اسوار نابینا مرکب کہنہ سنگ کھاتا ہے گدڑی، ہر نقشہ ٹکڑا اپنے ٹکڑے کا نیا رنگ۔ کیا منشی جی نے یہ قیاس کیا ہے کہ تمام ہندوستان میں کوئی عالم کوئی عاقل کوئی منصف نہیں ہے۔ الحمد للہ ہندوستان ہمہ فضل و کمال ہے، منشی جی کے حمق کا پردہ کھل جائے گا۔ بلکہ مولانا غالب کا ایک شاگرد منشی جی کا خاکا اڑا دے گا۔ بہر حال حمیت اور رعایت حق اس تحریر کی باعث ہوئی تا کہ میں نے بیس لطائف جمع کیے اور اس نگارش کا لطائف غیبی نام رکھا۔

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
—— آنچہ استادِ ازل گفت بگو می گویم

دیباچہ تیغِ تیز

(۳)

اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو ورزش اندیشۂ ہنر کی توفیق دے۔ اچھا ہے وہ بندہ جس کو ظلم کی خو نہ ہو اور ظلم کی انواع ہیں۔ ازاں جملہ ایک سخن پروری ہے کہ اس کو بے ایمانی بھی کہنا چاہیے یعنی کتمانِ حق اور اعلانِ باطل۔ اما بعد اسد اللہ خاں غالب کہتا ہے کہ میں نے خاص نظر بہ اعلانِ حق برہانِ قاطع کی عبارت کی سقم اور بیان کی غلطی اور اغلاط کو مشتہر کیا۔ ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام قاطع برہان اور درفش کاویانی رکھا۔ جب بعد انطباع وہ رسالہ مشتہر ہوا تو پہلے پہل اس مثل پر [illegible] کہ مطالعہ [illegible] کوئی ایک مرزا [illegible] معروف [illegible] نے [illegible] ایک کتاب [illegible] اور [illegible] محرق [illegible] اس کا نام رکھا اور [illegible] ایک یادداشت اس کتاب کے جواب میں کچھ لطائف جمع کیے اور لطائف غیبی اس کا نام رکھا۔ وہ نسخہ بھی مشہور ہوا۔ پھر ایک مرزا رحیم بیگ میرٹھ کے رہنے والے [illegible] ایک تحریر مسمّی

ساطع برہان کمال اللہ سنگھ، مطالب مندرجہ لغو بیشتر محرق قاطع کے مضامین منقول۔ فقیر نے صرف ایک خط مرزا رحیم بیگ کو لکھا زیادہ اس طرف التفات کو تضییع اوقات جانا۔ تا تا میاں امین الدین کہ اسپ پٹیالہ میں ملقب بہ مدرس ہیں انھوں نے ایک قاطع القاطع چھپوایا۔ استعداد علمی یہ کہ بعد صرف مقاصد نحو و صرف فارسیت کی اسی قدر رعایت منظور رکھی کہ تقریر کے بعض فقروں کی ترکیبیں اپنی عبارت کے قالب میں ڈھالیں۔ باقی سوائے عربی، ہندی اور فارسی مسروقہ کے وہ مغلظ گالیاں دی ہیں جو کنجڑے، بھٹیارے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کمال یہ کہ اُن سب مغلظات ہندی اور مشرت کی عبارت فارسی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کیا بُلا ہے ان دونوں میں علم تحصیل کر کے مہذب ہو گئے ہیں، عمامہ باندھے ہوئے پڑے پھرتے ہیں۔ فحش نہیں بولتے، خلاف اپنی قوم کے صاحب وضع اُن کا روزمرہ ہے۔ یارب میاں امین الدین کس بڑی قوم اور کس پاجی گروہ کے ہیں کہ مولوی کہلاتے ہیں مدرس ہیں مگر الفاظ مستعملۂ قوم نہ چھوڑے۔ اگر میری طرف سے ازالہ حیثیت کی نالش دائر ہو جاتی تو میاں پر کیسی بنتی؟ مگر میرے ضمیر نفس نے ازالہ حیثیت کے لفظ کو گوارا نہ کیا۔ اُن کی تحریر اُن کے پاجی پن پر دلیل ہے، "بہ مہر ذرہ تا آفتاب را چہ نم" مدرس احمد علی صاحب عربیت میں امین الدین سے بڑھ کر، فارسیت میں برابر، فحش و دشنام گوئی میں کمتر، جتنے الفاظ توہین و تذلیل کے ہیں وہ چُن چُن کر میرے واسطے صرف کیے اور یہ نہ سمجھا کہ غالب اگر عالم نہیں شاعر نہیں آخر شرافت و امارت میں ایک پایہ رکھتا ہے، صاحب عز و شان ہے، عالی خاندان ہے، امرائے ہند، رؤسائے ہند، راجگان ہند سب اس کو جانتے ہیں۔ رئیس زادگان سرکار انگریزی میں گنا جاتا ہے۔ بادشاہ کی سرکار سے نجم الدولہ خطاب ہے۔ گورنمنٹ کے دفتر میں خاں صاحب بسیار مہربان دوستاں القاب ہے۔ جس کو گورنمنٹ خاں صاحب لکھتی ہے اُس کو سڑی اور کُتا اور گدھا کیوں کر لکھوں؟ فی الحقیقت یہ تذلیل بہ قول کے "ضرب الغلام اہانت المولیٰ" گورنمنٹ بہادر کی توہین اور وضیع و شریف ہند کی مخالفت ہے۔ میرا کیا بگڑا؟ مولوی نے اپنا پاجی پن ظاہر کیا۔ میں نے معلم امین الدین کے دیباچہ بیان کے سوا سب کیا اور احمد علی کے الفاظ مذموم سے قطع نظر کر کے اُن کے مطالب علمی کا جواب لکھ لیا۔ اس نگارش کا نام تیغ تیز رکھا ہے۔ اب [illegible] اس کو چھپواؤں گا اور اپنے احباب [illegible] نزدیک کی [illegible] خیر مصرع "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔ اب یہاں سے آغاز فضول ہے۔ داد کا طالب غالب۔

(۳۲) ایک استفتا

اللہ اکبر۔ صاحبانِ قوتِ ناطقہ وقوتِ عاقلہ سے کہ وہ مقربانِ بارگاہِ مبدءِ فیاض ہیں، غالب کی یہ استدعا ہے کہ جب یہ تحریر کہ گویا استفتا ہے، نظر سے گزرے تو احد الفقہین میں سے جو لغت صحیح ہو اُس کی صحت اور لغتِ غلط کی غلطی لکھ کر خاتمۂ عبارت پر اپنا نام لکھ دیں۔ مثلاً جہاں میں نے لکھا ہے کہ چشم عیب بیں صحیح ہے یا چشم غلط ساز، اس کے جواب میں رقم فرمائیں کہ چشم عیب بیں صحیح اور چشم عیب ساز غلط ہے۔ یہ عبارت چھاپی جائے گی اس واسطے ضرور ہے کہ فتوے میں توضیح ہو۔ فقط

سوال ۱۔ لغت فارسی کی حقیقت اور حروف کی حرکت میں فردوسی اور خاقانی سچے ہیں، یا ہندوستانی فرہنگ لکھنے والے؟

جواب۔ فردوسی وخاقانی سچے ہیں۔ ہندوستانی اُن کے مطابق لکھیں تو سچے، اُن کے برخلاف لکھیں تو جھوٹے۔

سوال ۲۔ پیدائی وزیبائی صحیح اور پیدائش وزیبائش غلط، یا یہ چاروں لفظ صحیح؟

جواب۔ چاروں صحیح۔

سوال ۳۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح۔ رُند و مُند لہجہ ہے، اصل میں بہ وزن تُند وکُند نہیں۔

جواب۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح، بروزن رُند وکُند لہجہ ہے۔

سوال ۴۔ چشم کی صفت عیب بیں صحیح یا عیب ساز؟

جواب۔ عیب ساز غلط محض اور جو آنکھ کو عیب ساز کہے وہ احمق بلکہ اندھا۔

سوال ۵۔ فرہنگ نویس حال کی رائے اگر فرہنگ نویس ماضی کی رائے سے مطابق ہو خواہی بہ حسب اتفاق، خواہی از روئے مشاہدہ، یہ سرقہ ہے، یا تطابق رائے؟

جواب۔ یہ تطابق رائے ہے، سرقے سے کیا علاقہ۔

سوال ۶۔ شش ضرب، نتیجہ خوبانِ دغل باز، مہر و زر و مشک و اقسام میوہ کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ معاذ اللہ! لاحول ولا قوۃ الا باللہ! کون کہہ سکتا ہے، مگر کوئی دیوانہ کہے یعنی ان چیزوں کو شش ضرب، نتیجہ خوباں لکھیں گے تو مہر، زر، میوہ، مشک، پانی کو بھی لکھیں۔

سوال ۷ - یہ مصرع وزنِ شعر میں درست ہے یا ناموزوں ؟

"چشمِ مخالفاں بیا زن بہ تیر"

جواب مصرع ہو تو کچھ کہوں، فقرہ ہے، اس کو وزن سے کیا علاقہ ؟

سوال ۸ - آہنگیدن کا صیغہ آہنگیدن ہوگا یا فقط آہنگ ؟

جواب - آہنگید ہو سکتا ہے نہ آہنگ -

سوال ۹ - پالوایہ ایک لغت ہے، فرہنگ نویس کون کا ہم وزن چار پایہ لکھنا چاہیے یا چارخایہ ؟

جواب - وزن دونوں صحیح ہیں لیکن چار پایہ لکھنے والا آدمی ہے اور چارخایہ لکھنے والا چارپایہ -

سوال ۱۰ - گرازاں بمعنی خراماں بہ کافِ فارسی مضموم ہے، یا کرازاں بہ کافِ عربی مکسور بروزن صفاہاں ؟

جواب - گرازاں بمعنی خراماں بہ کافِ فارسی مضموم صحیح اور بہ کافِ عربی مکسور غلطِ محض -

سوال ۱۱ - کردہ و فرسخ و فرہنگ فارسی میں مقدار مسافتِ زمین کو کہتے ہیں، عربی میں کُراع بروزن صُراح مقدار مسافت زمین کو کہتے ہیں یا پاچے کا دو گوسپند کو ؟

جواب - صراح میں بمعنی پاچے کا دو گوسپند لکھا ہے، بمعنی مسافت غلطِ محض -

سوال ۱۲ - گکھڑی بہ کافِ فارسی بروزن اکھڑی صحیح، یا ککھڑی بہ کافِ عربی مفتوح بروزن ابتری صحیح ؟

جواب - گکھڑی بہ کافِ فارسی مکسور صحیح -

سوال ۱۳ - ہندوستان میں دخترِ نارسیدہ کو چھوکری کہتے ہیں، اہلِ ولایت چوکری کہیں گے - یہ حذفِ ہائے مضمرہ چکری حذفِ واو غلط ہے یا صحیح ؟

جواب - چکری جو اہلِ ولایت سے بھی زیادہ بدلہجہ ہو، وہ کہتا ہوگا -

سوال ۱۴ - پا اور پاسے بہ اضافہ تشتانی جس کو عربی میں [illegible] کہتے [illegible] ہندی میں اس کا نام پالوسح المتّون ہے، یا پالیہ بروزن ؟

جواب - پالز کو پائیز کہہ سکتا ہوں مگر مجنون ؟

سوال ۱۵ - یہ شنیدہ [illegible] ہے یا [illegible] لفظ پیلہاں [illegible] [illegible]

مافیل لاکر سہیل شراب ان کو پیپرمینٹ شیدلت ہو ہر دو باسکے منشا درسی بھی انھیں
مضمون میں کہیں آیا ہے یا نہیں؟

جواب - کہیں نہیں آیا، اس پر ذہن کو پریشان کرنا کیا ضرور -

سوال ۱۲ - شعر سہیل مے شراب انگوری کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب - سہیل خانہ رز شراب کی صفت ہو سکتی ہے، انگور کی قید بے جا اور خانۂ سنبیل
رز مہمل اور غلط اور مخلوط - راقم محمد اسعد عبد حشم اللہ بالحسنی -

سب جواب مجیب کے صحیح ہیں، الطاف حسین پانی پتی عفی اللہ تعالیٰ عنہ

سب جواب دونوں مجیبوں کے باصواب ہیں - محمد سعادت علی مدرس گورنمنٹ اسکول دہلی -
شاذ و نادر کا سند سوال کے جواب میں میں بھی نواب محمد مصطفیٰ خاں صاحب کا
ہم زبان و ہم داستاں ہوں - الراقم الآثم محمد الملقب بہ ضیاء الدین عفی عنہ -

(۲) خط اردو بنام میر ولایت علی

جناب میر ولایت علی صاحب مہتمم مطبع عظیم المطابع عظیم آباد واسطے اپنے جد کے میری تقصیر
معاف کیجیے۔ درحقیقت میرا گناہ نہیں،

'پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند'

ستر برس کی عمر حافظہ معدوم (کذا) نسیان مستولی کل آپ کو بہ مطلب ترجمہ بوستان خیال
مترجمہ صفیر بلگرامی خط لکھا - لفافہ کرتے وقت ٹکٹ چپکانے بھول گیا - آج جو بکس کھولا ٹکٹ
بکس میں پائے - ذلیل و خوار و خجل و شرمسار - آج لفافہ جدید میں ملفوف کرکے بھیجا ہوں
خدا کرے کہ کتاب وہاں سے پہلے روانہ ہو اور یہ لفافہ وہاں بعد پہنچے -

۱۶ اپریل ۱۸۶۵ء - نجات کا طالب - غالب

(۳) دو فارسی شعروں کے مطالب

صبا بہ جست [illegible] — [illegible]
[illegible]
[illegible]

کچھ مشابہت ہے کہ کے ساتھ۔

"در صفحہ بود ہم ہمہ آنچہ در دل است ——— در بزم گر نہ زیست گل و در چمن بسے است"

پھول باغ سے آیا کرتے ہیں، باغ میں ہزاروں پھول ہوتے ہیں مجلسوں میں دس پانچ ہوتے ہوں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میرے مضامین پھول ہوتے ہیں، اور میرا دل چمن ہے اور صفحہ انجمن۔ مضامین اتنے ہی نہ تھے جو دیوان میں آ گئے۔ چمن میں پھول اور دل میں معنی بہت ہیں۔

اردو نظم:

(۶) اشتہار پنج آہنگ

مژدہ اے رہروانِ راہِ سخن — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن
طے کرو راہِ شوق زود زود — آن پہنچی ہے منزلِ مقصود
پاس ہے ایک سوادِ اعظمِ نثر — دیکھیے جس کے نظم عالمِ نثر
سب کو اس کا سواد ارزانی — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی
یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا — جلوۂ مدعا نظر آیا
ہاں یہی شاہ راہِ دہلی ہے — مطبعِ بادشاہِ دہلی ہے
منطبع ہو رہی ہے پنج آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ
ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — بار ور جس کا سرو گل بے خار
نہیں اس کا جواب عالم میں — نہیں ایسی کتاب عالم میں
اس سے انداز شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر
مرحبا طرزِ نغز گفتاری — حبذا رسم و راہِ نثاری
نثر مدحت سرائے ابراہیم — ہے مقرر جواب بے تسلیم
اُس کے فقروں میں کون تا کہے — کیا کہیں کیا وہ راگ گاتا ہے
تین نثروں سے کام کیا نکلے — ان کے پڑھنے سے نام کیا نکلے
ورزشِ فقر کہو کہاں تک — داستانِ نقشِ دل کب تک
تا کجا درسِ نثر ہائے کہن — تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن

تھے ظہوری و عرفی و طالب — اپنے اپنے زمانے میں غالب
نہ ظہوری ہے اور نہ طالب ہے — اسد اللہ خاں غالب ہے
قول حافظ کا ہے بجائے دوست — ہر کرا پنج روز نوبت اوست
کل وہ سرگرم خود نمائی تھے — شمع بزم سخن سرائی تھے
آج یہ قدردان معنی ہے — بادشاہ جہان معنی ہے
نثر اس کی ہے کارنامۂ راز — نظم اس کی نگارنامۂ راز
دیکھو اس دفتر معانی کو — سیکھو آئین نکتہ دانی کو
اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا — سینہ گنجینۂ گہر ہوگا
جو سخن کی ہے طلبگاری — کرے اس نسخہ کی خریداری
آج جو دیدہ ور کرے درخواست — تین پیسے ہیں وہ بے کم و کاست
منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب — زر قیمت کا ہوگا اور حساب
چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت — اس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت
جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے — احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے
وہ بہار ریاض مہر و وفا — جس کو کہتے ہیں عمدۃ الحکما
میں جو ہوں در پئے جستجوئے شرف — نام شادی کا ہے غلام نجف
ہے یہ التماس حاصل تحریر — کہ نہ ارسال زر میں ہو تاخیر
چشمۂ انطباع جاری ہے — ابتدا سے ورق شماری ہے

غزل

(۷)

اپنا احوال دل زار کہوں یا نہ کہوں — ہے حیا مانع اظہار کہوں یا نہ کہوں
نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں واقف اسرار کہوں یا نہ کہوں
شکوہ سمجھے اسے یا کوئی شکایت سمجھے — اپنی ہستی سے ہوں بیزار کہوں یا نہ کہوں
اپنے دل ہی سے میں احوال گرفتاری دل — جب نہ پاؤں کوئی غمخوار کہوں یا نہ کہوں
دل کے ہاتھوں سے کہ ہے دشمن جانی اپنا — ہوں اک آفت میں گرفتار کہوں یا نہ کہوں
آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسد — حسب حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں

(۸) ہجو سعادت علی

اے منشی خیرہ سر سخن ساز نہ ہو — عصفور ہے تو مقابل باز نہ ہو
آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ — لاٹھی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو

(۹) فردیات اردو

بے چارہ کتنی دور سے آیا ہے شیخ جی — کعبے میں کیوں بجائیں نہ ہم برہمن کے پاؤں
کوئی اس کا جواب یا دو صاحب — سائلوں کا ثواب لو صاحب

فارسی نثر: ——————

(۱۰) تقریظ قاطع برہان

از من بہ من سلام وہم از من بہ من پیام — رنج وسیلہ مباد سلام و پیام ما

ہاں غالب سپید موئے سیہ نامہ از بیداد ہم سخن کہ آوارہ بے خبر خود ز ہیچ خوشی
چہ خواستہ ہمگفتی کہ دانش دران وادی و ہنر مندان را حقی است ایں خیال ہا بہ ضرور
ندانی کہ ازیں خیاباں ما تا بہ بیاباں بہ قول جامی علیہ الرحمۃ یک عمر است

"چشم نا بستہ کساں ہم گذرند"

اے یار خاطر دانا و نادان در اندیشہ دانایان جز گفتار گذشتگان دل پسند نیست و نادان
را بہ ہیچ سخن دل خوش پیوند نیست۔ بارے سپاس مردمی و مہرورزی آں مردم چشم مہرورزی
و مہر سپہر مردمی آں بہ دانش گرایان مایہ داں بجاہ بلند پایہ آں بہ سر کشاں چوں فریدوں
با ضحاک و با فرودستاں چوں سلیمان با مور سراپا دانش و ہمہ تن بینش منشی نول کشور
بجائے آرکہ بہ خریداری دکان بے رونق کمر بست تا نقش ایں کلک در انطباع درست
نشست۔ آنگاہ ایں جواں مرد بیدار دل بہ بستن شیرازہ اوراق پریشاں نہ پرداخت
کاغذ مسودات قاطع برہان را کاغذ گر بردے و بہ آب آغشتہ فرو کوفتے تا مہرہ بر نشستے
خریدے تا چکیدہ ہا ساختہ بود آئینہ کلک حق گذار من پایان آں نسخہ منطبع را بہ پیش آیند
و تاریخ در دیں مرزبان ایں و آں بہ نیک نامی کس بہ دستوری صاحب مطبع اودھ اخبار

سواد را در کالبد انطباع فروغ تواند ریخت - رباعی

در قاطع برهان نگر و اقبالش   کز غیب رسد مائدهٔ استقبالش

بر خاتمهٔ نقش خامهٔ غالب بین   زینسان که گذشت مهر غالب نامش

(۱۱) تقریظ سفرنگ دساتیر

الله الله هفتاد سال گذشت که سال از آن میان به شمار دانش اندوزی از در مباش در یوزهٔ آگهی در یوزه از در ها دست داد - با سے اندر نگاه مبدء فیاض بود بهره اے از هر دریا فهم نگر سخن های خسروی را در نا آغاز روز و اینا بانے نوشته اند که این خجسته در یاش با آں همه تابش در شش سوے گیتی هیچ گونه یابش از هیچ سوے ندارد - پندارم نوی طرز گفتار اگر بسیار از ره بهم بهنجار آفرین بهاں به گفتار آورد - اما هنر در آفرین ده خود را آفرین گسترے باید که نیرو ے بازگشت داشته باشد تا فرزانه را باندازهٔ بایست تواند ستود نه چون من ابلهے که اگر خود را ناداں گویم شگفتی فرمایند که این دانش از کجا فرود آورد که خود را ناداں دانست - هر چند که پیداست که ستودن به دانستن باز است و نادانسته ستودن و ناستودن را یک فرزان سے ست - اما ذوق دانستنا ے بر دل رو در آورد و زباں را خموشی نگذاشت به دل گفتم اگر به دکان آشنا چه به از آں که باهم سخنے گفته باشیم - دیده دو سے کوتا نگرد که امروز فرخنده رخ یوسفی را در مصر معنی به بازار آورده اند که زیبائی جمال با کمالش سرمایهٔ نازش روزگار است سے ژیلوی زبان زبان پهلوی را در کار نگاره سخن پروری کا ر آورده اند که استادان استادان را گزین آموزگار است - جا ماسب پایه ساساں مایه آذرکیواں پایه مولوی نجف علی خاں بهادر خوے جا سایه آں که ... گویا پیکر عقل از آں ناز که پیکر است دیگر به روان گویا آں که سرمایه فرهنگ میراے دساتیر باید ستائش کا خامه حلی باشد ... بیاں آراست که لیلا ے معنی در سیه خانهٔ الفاظ به دیدار فرزانه پیدا بها نامه نامور ... چشم یتیم روشنی خواست :

نگار خانه چیں شد ز قلم زیں ارژنگ   لطافت قلم نقش مانی ... هم

هم آں ... ز آرتزه سالانه نم   هم ایں سواد سویدا ... هم

خو ... ایں ... [illegible] ... مرزا

ز نازنشر ازاز زیستن و ز آزار از کاستن بیزار ، یا یکی از راز دانانم گویم که چون حسن عبارت نگرست و دانست که روی خوب را چشم بد در کمین و کمال را عین الکمال بد و نبال است، به چشم داشت دفع گزند چشم زخم سوختن سپندی حرزی نبشت. یارب این نگاشته چشم بنام آن سفرنگ بافر و فرهنگ باد و بدان فر و نور دست تاراج هیچ هرزه مرس مرساد۔

(۱۳) تقریظ دری گشا

یزدان روان به خرد فروزد و به گردها گرده مردم زبان های جداگانه آموز هر زبان را زبان دان پدید آورد و دبهر گنجینۀ در بسته را کلیدی آورده. درین روزگار پارسی گفتار را دانائی آفرید، نے لے قلمرو زبان دری دارائے آورید که نخست شرحی دل پذیر بر دساتیر نگاشت سپس به نشتن فرهنگ لغات همت گماشت ۔ از آن رو که اسم سامی مولانا و بالفضل اولنا به زبان پردین فشان کلک خویش در روزگار مذکور است، بے صرفه بردن نامش از ادب دور است ۔ غالب دانش جوی آن یخ گوید که من به ستایش گری و فرمان بری احباب کار از بیش ہے برهم و فراهم کار لفظی چند از آئین پیوند گزیدی یادگار گذاشته، معنی با خویش سے برهم به سر مستی باده سواد عبارت دیباچۀ فرهنگ بجودانه بالا سرای وبدیں آفرین گستری آفرین شناسے شده ام گفتارم احسن قبول روزی باد۔

فارسی نظم:

(۱۳) نامۀ منظوم بنام جوہر

وفا جوہرا از تو غمسم دور باد — دلت سرخوش بادۂ سور باد
رسید از تو الفت فزا نامہ — روان تازہ کن دلگشا نامہ
نخواہم کہ در عرصۂ روزگار — نشیند ترا بر دل از غم غبار
ز رنجوری من مخور غم کہ من — ندارم غم ہستی خویشتن
نہ جان از من است و نہ جسم آن من — ترا از مردن من چہ نقصان ست
حدیثے ست شائستہ و سودمند — ز شائستگی بودہ دانا پسند
از آن کس کہ فرزند ادبی شود — گر از من نباشد نکوئی شود
چنان دادہ فرمان کہ در ساز راہ — نباشی بہ حیلت گری عذرخواہ
عزیزان رہ دگر راہی کنند — بہ شادی دران ناحیت می رسند

بشادی درین جمع انباز گرد — چو گردند ایشان تو هم باز گرد
الا تا سخن گه این زمان بهر است — چنین خواست است آن که فرمانده است
مشو سخت کوش و مشو سخت گیر — درین آمدن باش فرمان پذیر
به حکم پدر چون گزیدی سفر — بگرد از سفر هم بحکم پدر
درین رفتن اندر آمدن شاد باش — به تحقیق از طعنه آزاد باش
زهجر تو مادر به تاب اندر است — گدازان چو شکر در آب اندر است
پدر نیز مشتاق دیدار تست — به صد گونه خواهش طلبگار تست
ترا خواهد از بس که خواهد ترا — نخواهد کسی بس که خواهد ترا
بیا و در خویش جگر را ببین — به مادر نشین و پدر را ببین
دگر من چراغ سحرگاهیم — قدم نه براه هوا خواهیم
بیا تا ببینی که چون می زیم — چنان دیده تا دل بدل خون کنم
بیا تا ز عشق خود بنگری — درون مرا از برون بنگری
بیا و بیا و بیا و بیا — مرا بد سخن والدعا والدعا
بخوان چون بخوانی ورق را تمام — ز نیز سلام و ز عارف سلام

تین مسجع (۱۴۳)

بر [illegible] به دزد چشم — بنده خواند اسیر [illegible] ابر خدا
در هم شکست کلام از جواب ناتمش — [illegible] گو داندانش
هم شب [illegible] بسته دیدم بگذرگاه گل — بر سر آنکه بود عش در میان گل مقام

رباعی (۱۵۵)

تا ام ابد [illegible] قوم — [illegible] از دم مادران [illegible] قوم
[illegible] — [illegible] قوم

فردیات فارسی (۱۵۶)

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

حصۂ دوم

خطوط فارسی:-

(۱)

قبلۂ من، نوازش نامہ جاں را بہ فیض عنایت نواخت، و در رسیدن دستار سرفراز ساخت۔ مرقوم بود کہ امروز بہ تعقل باید رسید، خواہم رفت، اما بہ شرط آں کہ جناب آخر روز انتظار بندہ و من کشند، چہ ہر گاہ ساعتے از روز باقی خواہد ماند، سر قدم خواہد ساخت، و دراں محلہ رسیدہ، نخست سعادت پابوسی حکیم صاحب خواہم اندوخت، و پس از آں بہ ملازمت جناب رسیدہ، بہ معیت ملازماں بہ مجلس خواہم رسید۔

آں کہ در باب محاورہ استفسار فرمودہ اند، حال اینست کہ "قدم از سر ساختن" و "سر را قدم ساختن" و "سر قدم" (کذا) افادۂ معنی متحد می کند، و در کلام اہل زبان بدیں ہر سہ شیوہ بہ نظر راقم رسیدہ است، اما ایں قدر می دانم کہ بہ مذاق اہل ہند "قدم از سر ساختن" بہ سبب سہولت یا استقرار معنی ملائم تر خواہد بود۔ فقط

جواب فقرہ کہ در وسط عنایت نامہ مرقوم بود مجملاً اینست کہ آں جزو واحد را دو بہرہ نشاید کرد، و شمار آں عنایت را اکنوں نتواں ساخت، سعی در آں باید کرد کہ ہر چہ مطلوب است پیش از تہیہ یک شنبہ بہ من رسد۔ دیگر تفصیل ایں را عند الملاقات تحویل سامعہ خواہم ساخت۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

(۲)

جناب مستطاب فیض مآب مرزا احمد [illegible] صاحب مد ظلہ العالی، معروض

ایں کہ رقعۂ بندہ موسومۂ جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب طوفِ عریضہ [illegible] از پنجا [illegible] رسد، توقع کہ رقعۂ دوستی شاد [illegible] خدمت اسم مرزا اکبر بیگ [illegible] نوشتہ، و در رقعۂ موسومۂ مولوی سراج الدین صاحب [illegible] ساختہ [illegible] دیگر [illegible] کہ [illegible] باغ [illegible] چوں [illegible] نامہ [illegible] بہرہ از خود نداشتہ، دانستم [illegible] (کذا) مدعا چناں کہ باید [illegible] خواہد

رسید، ناچار رقعۂ موسومۂ مولوی سراج الدین احمد صاحب در نوردِ عریضہ فرستادہ
شرحِ آں بہ جناب رقم زدم، و کہاران را مامور بہ تقدیمِ احکامِ جناب ساختم۔
فقط۔ رقعہ بنامِ مولوی صاحب برائے آنست کہ کہار خانۂ مرزا اکبر بیگ
صاحب نمی دانند

—— (۳) ——

جنابِ رافت انتساب مخدومی و مطاعی مرزا احمد بیگ خاں صاحب
دام مجدہٗ۔

مخدومِ من، شبِ شادیِ نورِ چشم محمد علی خاں اتفاقِ آں افتاد کہ چوں
نیمے از شب سپری گشت، بہ خانۂ خویش آمدم، لیکن چوں خود را مہمان نمی شمردم،
و تکلف در میان نہ بود، بہ تودیع نہ پرداختم، و بے خبر برخاستم، بلکہ مخدومی جناب
ابو القاسم خاں صاحب خبردارند۔ بالجملہ آں دو پاس شب در غنودن بسر بردہ پگاہ
برخاستم، و بہ ہوگلی رفتم۔ دو روز و دو شب در آں جا آرمیدہ، و پیروز کہ دوشنبہ
بود، آخرِ روز بہ کاشانہ باز آمدم۔ مخدومی نواب علی اکبر خاں سلام گفتہ اند،
و تہنیت رسانیدہ اند۔ ایں بود اخبارِ آوارگیہای شوق کہ گفتہ شد۔
امیدوار آنم کہ از صحت و عافیتِ مزاجِ خود و صاحبزادہا آگہی بخشند۔
نیاز سرشت و لیس۔ اسد اللہ۔

—— (۴) ——

جنابِ فیض مآب حضرت مرزا احمد بیگ خاں صاحب دام اشفاقہٗ۔
عالی جناب! مکتوبِ مرسلۂ خواجہ فیض الدین حیدر صاحب می رسد، امید کہ در نوردِ ارقام
جناب بہ جہانگیر نگر روان شود۔ ملتمس آں کہ عزیزے از راہِ دور بہ آں کہ توفیرِ مجلّتے
بہ میان نیست، مہربانی نامۂ فرستادہ است، اگر جواب نخواہد رسید، بہ بے دماغی
راقم گمان خواہد کرد۔ ہمانا کہ من آں می خواہم کہ جنابِ خاص از برائے ایں مکتوب
مکتوب سرانجام دادہ روان فرمایند کہ منت بر من خواہد بود۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ

—— (۵) ——

بہ تحسین عنایت مخدومی و مطاعی و ملاذی جناب مرزا احمد بیگ خاں صاحب

دام لطفهٗ مقرون باد۔ به عزّ عرض می رساند، امروز به وقت که می بایست نخست به دفترخانه رسیده، و از آں جا به بارگاه رفته، شرفِ ملازمتِ جناب لاٹ و (کذا) صاحب بهم رسانیده شد۔ امروز نیز چوں روزِ گذشته به پاسِ خاطرِ جناب مرزا افضل بیگ صاحب و حضرت مولوی سراج الدّین احمد صاحب ہم دریں جا اتفاقِ زیست افتاده است۔ انشاء اللہ تعالیٰ فردا تا نیمهٔ روز کلبهٔ احزانِ خویش رسیده خواهد شد۔

دو شاله برائے محفل که رقعه اش رسیده است، داشته شد، و دستار چوں حاجت بداں نبود، به خدمت فرستاده آمد۔ زیاده جز تسلیم چه به گذارد۔
محمد اسد اللہ۔

٭٭٭ (۶) ٭٭٭

مخدوم مکرّمی جناب مرزا صاحب مکرّم مناقب زاد عنایتهٗ، سخنِ لطیف به خاطر رسیده است، که می خواستم که به خدمت رسیده، به معیّتِ جناب به دولت خانهٔ راؤ صاحب والا مناقب راؤ شیو راؤ صاحب حاضر شوم، لیکن تا اکنون غبار گیرِ شوق گردیده، که خلوتے چناں که باید، دریں هر دو جا میسّر نخواهد آمد، لهٰذا معروض می دارد که رقعهٔ ایشاں را به خدمت راؤ صاحب رسانیده، و جنابِ ایشاں را از استدعائے من آگاه نموده، خواه آخر روز خواه اوّلِ شب جنابِ سامی و راؤ صاحب به کلبهٔ احزانِ راقم قدم رنجه فرمایند۔ دریں باب تغافل به میاں نیاید۔ زیاده جز نیاز چه گذارش۔
عاشق اسد اللہ۔

٭٭٭ (۷) ٭٭٭

مخدوما مطاعا دام مجدهٗ، حال تقریبِ بزمِ طرب هنوز حالی نگشته، امید که از کیفیتِ زمان و مکان بیاگاهانند۔ دیروز کتابتِ مخدومی نوّاب علی اکبر خاں که دام صید نوازشهائے اوست، از هوگلی رسیده است، بیاد آورده و برائے عیادت طلبیده اند۔ می خواهم که روم، و هفته در آں جا باشم۔ همانا که از برائے آں می پرسم که اگر چهارشنبهٔ حال که پس از پنج روز می آید، روزِ انعقادِ انجمن قرار یافته باشد، در رفتن درنگ کنم، و نه از چهارشنبه روم، و احیاناً اگر محفل آرائی در ماهِ رمضان

[illegible] افتاده باشد [illegible] آگاه باشم. امید که از این عالم مکنون ضمیر منیر باشد به اظهار آن [illegible] زیاده نیاز. اسدالله

****

سپهر آستانا! [illegible] سرافرازی غالب رسید و سوادش توتیای چشم خرد گردید. بعد دو سه روز آن [illegible] بخاطر خواهد گذشت، محرم رنگ دیگر [illegible] خواهد گشت.

امروز جناب [illegible] نواب محمد مهدی علی خان بهادر رونق افزای کدورت کدهٔ خاکسار اند. [illegible] خواجه صاحب مشفق نواب مستقیم صاحب سلام نیاز رسیده [illegible] گردیده باد. از اسدالله

******(۹)******

عاجز نوازا، والا نامه رسید و حال حالی گردید. من آن رسمی [illegible] رسم [illegible] رسم به محفل را [illegible] زیرا که در شهر خویش چنین ندیده ام که در شادی بسم الله در محافل و مجالس به دست طفل چیزی دهند. آری به تقریب ختنه این چنین به عمل [illegible] لیکن در شادی مکتب [illegible] رسم در دیار خویش ندیده ام. یکی آن که [illegible] سورهٔ اقرأ باسم [illegible] به خواندن می دهد و اکرام و اتوان طفل چیزی [illegible] دهند فقط. دوم این [illegible] یا فقط به طریق شگون تهنیت می فرستند فقط. [illegible] هر گاه رسم [illegible] آن را چرا باید کرد؟ اگر ارسال میوه و نبات [illegible] رسم [illegible] اسباب و آلات ندارم، هر آیینه [illegible] خواهد گذشت [illegible] جناب در آن باب [illegible] فقط.

[illegible] اشخاص [illegible] رسید [illegible] نبود. من هم مصلحة [illegible] ابرام [illegible] توسط خان صاحب [illegible] رسیده است [illegible] به خدمت مولوی صاحب [illegible] جناب [illegible] از طرف خود [illegible] صاحب [illegible]

مولوی صاحبِ ممدوح چہ می فرمایند، و ایں قدر ہم موقوف بر رضاے جنابست، اگر بہ خاطر بگذرد، نہادہ ع ' صلاح ما ہمہ آنست ' ، صلاحِ شماست ' زیادہ نیاز۔
اسداللہ - اسد۔

.... (۱۰) ....

قبلۂ من، دو دوشالۂ سبز کہ پریشب از ملازماں آوردہ بودم، اینک بہ دستِ کہار می رسد، رسیدہ باد۔ دیگر، نیاز نامہ موسومۂ جناب فیض الدّین حیدر صاحب سلّمہم اللہ تعالےٰ مرسل است، بہ توسّطِ ملازمے از ملازمانِ جنابِ سامی از نظرِ مکتوب الیہ گذشتہ باد۔ دیگر آں کہ وعدہ داشتم کہ ہرگاہ بہ بلاے نزلہ و زکام مبتلا خواہم شد، چاشنی گیرِ مذاقِ بنفشا کہ بالفعل بہ برش معروف است، خواہم شد، اینک آں نزلہ و آں زکام۔ اُمید کہ بہ قدرِ یک تولہ از آں مرکّب عنایت شود، تا دو سہ روز بہ اکلِ آں مبادرت نماید۔ زیادہ نیاز۔ اسداللہ،

.... (۱۱) ....

والاقدرا، اوراقِ جامِ جہاں نما رسید، مدّعا یہ حالِ صاحب رزیڈنٹ (کذا) دہلی رسیدنی بود، معلوم شد کہ ہنوز در الورست، اگر از آں جا بہ جانب جے پور و جودھپور رفت، در از پایدتا معاودت نماید، و اگر از آں جا برگردد، ہر آئینہ زود تر دستگار منظور است۔ بالجملہ آں اوراق را دیدہ، ہم چناں بہ حاملِ نوازش نامہ سپردہ شد۔ دو شالہ نیز بہ دستِ وے فرستادہ آمد، خواہد رسید۔ زیادہ نیاز۔

چہ تماشاست کہ اجزاے گلِ رعنا مرا بہ یاد آمد، و نہ جناب فرستادند، و اینک نیز بہ تحریرِ عریضۂ ما بہ خاطر گذشت۔ اسداللہ۔

.... ۱۲ ....

قبلۂ حاجات، چوں رفتنِ جناب بہ راہِ گڑگانوا (کذا) اتفاق نیفتاد، و دانستم کہ جناب را اشتیاقِ دیوانِ فقیر بیش از بیش است، ناچار التجا بہ نوّاب صاحب قبلہ و کعبہ مبارزالدّولہ نوّاب حسام الدّین حیدر خان بہادر کردم، و دیوانے کہ جنابِ ممدوح براے خود بہ شوقِ تمام نویسانیدہ بودند، بہ گدائی طلبیدم۔ ایزد تعالیٰ نوّاب صاحب را سلامت دارد کہ بطلانِ ذوقِ خود روا داشتہ، آں اجزا بہ من بخشیدند، چناں کہ

آں اجزا بہ خدمت فرستادہ می شود۔ بہ احتیاط نگاہ باید داشت، و بہ حیدرآباد رسیدا
جلد ایں اجزا مرتب باید ساخت۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

(۱۳)

عالی جنابا، دام لطفہٗ کہار بہ ذریعۂ عبودیت نامہ بہ خدمت می رسد، امید
کہ بہ رحم علی بفرمایند کہ دستار از دستار بندہ بہ کہار دو جہ دست مزد از کہار بہ دستار
بدہا خد۔ زیادہ نیاز است نیاز۔ اسد اللہ۔

(۱۴)

جناب عالی۔ چوں امروز در بندوبست فراہم آوردن فرمایش ملازماں ماندہ ام،
اگر بہ خدمت نہ رسیدم، ہم از حاضرانم۔ امید کہ اجزاے خلاصے تراب سید
عالم علی خاں صاحب رقم کنند و بہ من فرستید۔ بہ شرط بقاے حیات فردا ہنگام نیم روز
بہ خدمت می رسم۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

(۱۵)

خواجہ جمیل المناقب، رفیع الشان، مخدوم و مطاع بندہ، جناب خواجہ
محمد حسن صاحب زاد مجدہٗ۔ قبلۂ من، ہر چند مطلبے کہ زبانِ گوہر فشاں بہ گوشم
دمیدہ است، بداں نیرزد کہ نامہ را بداں تواں آراست و سخن را در شرح آں دراز
تواں کرد، و عبارت رنگین کردن و مزہ بے مزہ استعارات در عبارت صرف ساختن
از مطلب باز ماندن و مکتوب الیہ را در پیچ و تاب انداختن است، لیکن اگر فرماں بجا
نیارم، خاطر عاطر ملال گردد، بہ ہر حال سطرے چند سادہ و ہموار رقم می گردد و ہو ہٰذا:
"پیش ازیں دو قطعہ عرضداشت از لکھنؤ (کذا) یکے بہ فور درود در آں دیار
"و یکے حین روانگی از آں معمورہ بہ حضور مکرمت ظہور ارسال یافتہ، اغلب کہ بہ نظر بوبیت
"اثر گذشتہ اشارح کوائف مندرجہ گشتہ باشد۔ بالجملہ عبودیت کیش بہ رہ نمائی
"اقبال خدایگانی با استقبال دولتہاے مستقلہ بہ دار الخلافت شاہ جہاں آباد
"رسیدہ، از رنج سفر ڈاک آرمیدہ، درصدد آنست کہ سازو برگ سفر ترتیب
"دادہ، رہ گراے منزل مقصود گردد، و از عالم نیکو بندگی و ہوا خواہی آں چہ
"مکنونِ ضمیر فدویت تخمیر [illegible] الحالت [illegible] العرض بہ اظہار"

"برادر صاحب قبلہ خواجہ فخر اللہ صاحب حالی رائے عالم آرا سے خواہد گردید، زیادہ
"حدِّ ادب۔ نیرِ دولت و اقبال از مشرقِ جاہ و جلال بہ فروغ جاوید تابندہ"
"و درخشندہ باد۔ فقط"

سید اللہ مکرر عرض می کند کہ مطلب مختصر است، و حرفِ مختصر را طول بیجا دادن از عیوبِ عبارت است، اما در افزائشِ القابِ برادر صاحب خود اختیار دارند، اگر یک دو لفظ بیفزائید، زیان ندارد۔ والسّلام والاکرام۔

(۱۴)

یا اسد اللہ الغالب۔ بہ والا خدمت رفعات درجت خواجہ صاحب جمیل المناقب عظیم الشان، مخدوم و مطاعِ نیازمندان جناب خواجہ فخر اللہ صاحب زاد مجدہٗ و علاؤہٗ منظور و مقبول باد۔ قبلۂ حاجات، در آغازِ نامہ دوست را بہ گمراں مایگی ستودن باز خواہ و افسانہ گوے بودن است، این زمزمہ بہ سخن سازاں مبارک و در بہ نوردِ نگارش سرگذشت حرف شوق نشستن نقاب بہ روے شاہد راز فرو ہشتن است، این شیوہ بہ پردہ طرازاں ارزانی۔ گزین روشے کہ نامہ نگاری را شاید آنست کہ نشستن از گفتن آں مایہ دور تر نہ رود کہ سر این ہر دو رشتہ باہم دگر نہ تواں تافت و نقشِ یکے در آئینۂ دیگرے نتواں یافت۔ بالجملہ بہ جرم این کہ دیدہ را آئینہ دار جلوۂ شاہد مدعا خواستیم چہ روزہائے سیاہ کہ نہ دیدیستم و بادافرہ این کہ پنجہ را شانۂ زلف لیلاے مراد نقش بستیم چہ بلاہا کہ از دہر نہ کشیدیستم۔ از بیداد سطوت عدو نالاں و سینہ بہ دم تیغ مالاں بہ کلکتہ رفتن و عمرے دراز دراں مینوکدہ فراخ در کشاکش بیم و امید دل تنگ زیستن و انگاہ چوں دعاے نامستجاب بر گردیدن و چوں بلاے ناگہاں و باے ناگہاں بہ وطن رسیدن و آمیزش ہنگام ستم پیشہ با دشمن و گم گشتن بہ سررشتۂ کار از دست در رسیدن آنگینہ تدبیر بہ سنگ و فرو رفتن بنیاد ریزہ در پاے و مردان مستر اند روا ستر لنگ۔ بہ مرگ ناگہاں در آغاز داوری در رفتن مولوی محمد حسن از میانہ در ہنگامِ پایانِ تظلم و عارض گشتن این چنین اعراضِ رنجیہ بر جوہرِ صحتِ حال و آبی گشتن کارہا در کشاکشِ امواج طوفان این گونہ حوادث اگر خواہیم کہ بہ استیفا بر گذارے و سراسر عرضہ داریم بہ صد صفحہ کراں نپذیرد، و بہ ہزار نامہ انجام گراے نہ گردد۔

مخدومی خواجه محمد حسن صاحب تیرگی روزِ سیاه نامه نگار دیده اند، و غربتِ من در وطن
تماشا کرده اند۔ دل از آمیزشِ بے وفایانِ فرنگ بہم برآمده و روان از اختلاطِ این
تاری درونانِ شیدرنگ آزرده۔ حالیا بر آن سرم که اگر کسے از جاه مندانِ ہندوستان
به من پردازد و به ہنجارِ اندازهٔ نگاه داری و قانونِ پایه شناسی مرا به سوے خود خواند،
دل بی بیچاکِ طرّهٔ دل آویز گردش بندے و در خدمت سر به سایهٔ دیوارِ قصرِ والا بیش کشائے
ورنه قلندرانه از سرایِ تیره خاکدان بر خیزمے، و گردِ جہان گردمے و سراسرِ آفاق
پیمایمے۔ دل به طوفِ آتش کده ہاے یزد مے کشد و دیده تماشاے گلزارہاے شیراز
مے جوید، چناں که شوقم دریں پرده بدیں آہنگ فراواں زمزمه یاد دارد:

"غالب از ہندوستاں بگریز فرصت مغتنم است — در نجف مردن خوش است و در صفاہاں زیستن"

سطرے چند به صنعتِ تعطیل از رگِ کلکِ فرو تراویده و دل از پے سپاسِ شہید جلوهٔ این
آرزو گردیده است که عنوانِ این ورق به لمعهٔ نگاهِ معلی القابِ سیدِ عالم و قبلهٔ اہلِ
عالم خاوریستان گردد۔ اگر از کلکِ مدّتِ طولِ زمانِ فراق حرفِ وفا از صفحهٔ خاطر
نسترده، و صرصرِ استغنا خاکسار بہاے غالبِ مستہام از یاد نبرده باشد،
ہمت دریغ نباید داشت۔ والسلام بالاکرام۔ از اسد اللہ نگاشته دہم
رمضان سنه ۱۲۴۸ ہجری۔

(۱۷)

قبلهٔ من، عنایت نامه رسید، و دعا حالی گردید۔ بنده را در طعامِ امروزه
دو عذرِ صریح است: یکے این که به شب مبادرت به اکلِ غذا نمی کنم ہرگز،
دوم امروز روزِ یک شنبه است، از اکلِ لحم اجتناب دارم، و اگر چنیں نبودے
بر طرفِ مائده می نشستم، و استخوان ریزهٔ کبابے می خوردم۔ امید که به ہر صورت
معاف دارند، مگر براے بنده قدرے از آن لوش (کذا) نگاه دارند۔ فردا به وقتِ
صبح به خدمت رسیده، و چیزے خورده رخصت خواہم شد [illegible] یا نظر به نزدیک
خواہم نشست، و روانه خواہم شد۔ امروز [illegible]
زیاده [illegible]۔ مولانا سراج الدین احمد صاحب سلام [illegible] فقط

(۱۸)

[illegible]

مہر مجسّم و لطف مصوّر سلامت۔ ہمانا کہ بہ اشراق ضمیر فرارسیده اند
کہ فلانے را شکوہ استغنا درخور فراست دانند و بے مہری داستان داستان
ازین جاست کہ نامہ فرستاده اند، و نوید جوشش دلی داده۔ ما نیز لب از شکوه
فروبستہ ایم، و زبان بہ ستایش مہربانی گشاده۔ خورسندی خاکساران کوے
محبّت وابستہ بہ ہمین نگاہ است و شادمانی دلبستگان عالم الفت بہ بند
پرسش گاه گاہے۔ مکرمی جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب بہ ہم زبانی
مشفقی آغا محمد حسین قصہ در استقرار بعدم تودیع از جانب جناب تحویل سامعہ فرموده اند
حق خدا کہ در تودیع ہرگونہ گذارش دل را بہ اندازه ہم آوا یافتہ ام چہ نیک داشتہ
ام کہ تنہا دلی بہ عمدا روشن نموده، و صداع مانع وداع بوده، بل کہ درین داوری معاذ[حق]
باخویشتنم کہ چرا فرصت از کف دادم و وقت وداع در نیافتم۔ کاش دوستی
در جہانگیر نگہ داشتی تا تکمیل سعادت پابوس من گردیدی، و از جانب من بساط
بوسی گستردے۔ چہ خوش باشد کہ از جہت ... کسی پای من فرمایند، و ہم خود
از جانب من خدمت خواه خویشتن باشند۔ والسلام والاکرام۔ فقط
محمد اسد اللہ ۲ از رمضان

— ٭ — (۱۹) — ٭ —

مخدوم من سلامت، ہفتہ ہا است کہ چشم از دیدن و گوش از شنیدن
محروم است۔ پوشیده نماند کہ جناب مولانا سراج الدین احمد مدظلہ العالی چنگ
بہ دامن استعداد در زده، مرا از خویشتن در ہنگامہ بے تو تالاب برده بودند۔
گمان داشتم کہ جناب مخدومی نیز بہ تقریب سیر و تماشا آمده باشند۔ ہرچند
من و مولنا درین آرزو بوده ایم و خلق از ہم شکافتیم، از گرد راه ملازمان شما
نیافتیم۔ بالجملہ تنہا از واماندگیہای خویش در عنایم کہ چرا بہ خدمت نرسیدم، و ہم چنان
باده از تغافل و استغنای جناب در صد ہزار گونہ پیچ و تابم کہ درین ده دوازده روز خبرم نہ
گرفتند کہ فلانی را چہ پیش آمد و کجا رفت۔ بہ ہر رنگ سلامت باشند و دیر مانند۔ فقط اسد اللہ

— ٭ — (۲۰) — ٭ —

مخدوم و مطاع من سلامت۔ امروز کہ مادر ما آب آوردن بہ تعلل ...

رفته، چون بیچیده دم است، چیره آدم دیگر به دست بیکار کرده اند، ناچار کودک کهار را به ذریعهٔ عرضی‌داشت نامه به آستان بوس فرستاده است. چه خوش باشد که ملازمی از ملازمان دیرینهٔ دولت، با اوراق جام جهان نما هم پای کودک کهار تا من برسد که حال [illegible] دکن و دهلی از آن اوراق دریافته، هم چنان به خدمت باز فرستم، و اگر هم به دست کودک کهار نخواهند فرستاد، آن هم چندان مهم [illegible] نخواهد بود. زیاده نیاز. فقط

امید که از [illegible] دست از قلم کشیده، مژدهٔ خوشنودی مزاج رقم فرمایند که دل شوریده بیاراید و جان نیم بسمل را پیش بیاساید. والسلام خیر ختام. اسدالله. فقط

[illegible] (١١) [illegible]

قبلهٔ من، نه دانم از ساده لوحی اوست یا در واقع نیز چنین است که ملازمان و خدمتگاران سامی را ملازم و خدمتگار خویشتن می‌دانم. سه روز است که هر روز آدم من می‌رسد و جانور را تاکید می‌کند، و هر روز تا شام انتظارش می‌کشم. بچه‌ها از هم فرو ریخته، نزد من آدم کجا تا کار سرانجام دهد. یک کهار و دو خدمتگار با خود دارم، از دیار و اهل دیار بیگانه. ستم است اگر در این تنهائی دل کسی شما نیز چاره‌ساز و غمخوار من نباشید. گرفتم که جانور پیش خواهد آورد که بچه بند را نیافتم، مرا بچه بند در کار نیست. جانور را بفرمایند که [illegible] کشیده، نزد من بیاید تا بچه‌ها [illegible] دارم به وی بنمایم، تا کار درست نگردد. امروز این [illegible] اگر وقت مساعد شد، سر شب به ملازمت خواهم رسید. به هر حال، فردا بامدادان جانور نزد من بیاید. زیاده حد ادب.
اسدالله خان. فقط

[illegible] (٢) [illegible]

قبلهٔ من [illegible] پرستاریم
[illegible] که چهره در
[illegible] یکان می‌شوند. مرزا
[illegible] رفته در
[illegible] [illegible]

را باید که اگر فی نفس الامر در پی امری باشد، خود را چنان فارغ بال آبادانی وانماید که کس از رازش آگاه نگردد، نه که مثل شما صادق دلی و فارغ بالی گردد، که با وصف بی طمعی و آزادی خود را در نظر مردم افتاده و طماع قرار دهد. مدعا اینست که برین گروه یعنی حکام کلان مصادقت مکنید، و کلیه از خود متوحش و از مخلصان خود بیم ناک انگارید. اگر عزم رسیدن این دیار دارید، خوش باشید. هرگاه از خواهید آمد، به چشم خود خواهید دید.

از حال محمودی نواب مهدی علی خان خبرم نیست. من از این همه آسیمگی که از میمین و بسیار در شکنجهٔ بیم و خطرم کشیده اند، مجال نامه نگاری نیافته ام. نواب صاحب را کجا دماغ یاد آوردن خاکسار است. اسد الله. فقط

(۲۳)

شکوهٔ بی پروائی از خدمت سرکار بیش از آنست که به تحریر آید و به تقریر گنجد، ناچار هیچ بنده را به جانان و جان را به خدا سپردم. فقط.

تحنت خیر و عافیت نور العین محمد علی طال الله عمره بفرستند که جان بیارامد و دل بیاساید، پس از آن رقعهٔ مرسومهٔ خود را سرتاسر به تامل بنگرند و سراپای آن بگذرند و آنگاه در بیاض خویش نقل کرده، اصل مکتوب را از هم بدرند، و به آب و آتش دهند. زیاده نیاز. فقط.

(۲۴)

جناب میرزا صاحب والا مناقب سعادت شیم، مجمع لطف و کرم زاد عنایته. پس از اعلان التزام شیوهٔ تسلیم معروض این که مجموعهٔ نثری که فرستاده بودند، از نظر گذشت، و تا دیده به سواد آن بیاض آشنا گشت، حیرتی چند روی داد که توضیح آن ضرور افتاده، لیکن از آنجا که دماغ هنگامه و عزم تحریر پیدا وری نامه نداریم، بسنده کرده ایم که در این صفحه به آرایش عبارت نگرائیم و متصدی جواب اعتراضات نشویم. تا هر که ببیند بداند که ما را التفات به جواب دادن و در مقابله نیست. مقصد مفید در آن اوراق مرقوم دیدیم که این مصرع

«نگاه بینش از درازی های مژگان به تنگ آید»

همچنین این شعر:

«محروم آن ناله که تا شب اثری باز نه داد»

بے معنی است۔ «اثری» کلا «راز» — هیهات! از «درازیهای مژگان» چه معنی دارد؟
«محروم آن ناله» یعنی چه؟ هم کاغذی که در مشاعره به دست خطِ بنده گذشته است
نیک بنگرند که مطلع اینست:

«نه از ناز است که چشمِ دو آسمان بر نمی‌آید
نگاهش با درازیهای مژگان بر نمی‌آید»

امّا شعر اینست:

«آه ازان ناله که تا شب اثرے باز نه داد
به هم آهنگیِ مرغانِ سحرخوان نزده»

مدّعا این که شعر را غلط دانند، امّا غلط نخوانند۔

دیگر هم در آن صحیفه مندرج بوده است که گذاشتن و گذشتن و پذیرفتن به ذالِ هوز نوشتن غلطیِ املا است۔ نکته‌شناسا، غلطیِ املا وقتی می‌توان گفت که دانا بدان نباشد و سهو در تحریر افتد، حال آن که تحقیقِ ما برای ما کافی و در نفسِ خویش تمام است۔ اگر بپذیرند از شادی نه بالیم، اگر خرده گیرند از اندوه نه نالیم۔ طرزِ تحریر را غلطیِ املا گفتن غلط است۔ [illegible] اگر غلطیِ تحریر [illegible] به خصوص نیست۔ باید که غلطیِ املا آن است که مثلاً دالِ مهمله را کسی به ذالِ هوز [illegible]، [illegible] را به سینِ مهمله بنویسد، یا هم چنین اعتراض را را به ذالِ هوز نگارد، و ضبط را به تایِ قرشت رقم زند، و قس علیٰ هذا۔

حقِ خدا که مطلب از تحریرِ این عرایض عرضِ شکایت نیست، چنان که خود در صدرِ نامه شرح داده ایم۔ خامه فرسائی به هوای آن است که [illegible] [illegible] [illegible]

(۲۵)

[illegible] [illegible] [illegible]

انشاءالله العظیم به روزِ یک‌شنبه باهم دگر تودیع به میان خواهد آمد۔ زیاده نیاز۔
امید که از حالِ مرزا غلام حسین اطلاع بخشند، دیگر از روانگیِ مکتوب ڈھاکہ
بیاگاهانند۔ دیوانِ ظهوری علیه الرحمة اغلب که به خواجه مستقیم صاحب رسیده
باشد۔ والسلام والاکرام، فقط

(۲۶)

قبلهٔ من، سپاس این همه مهربانی که پس از عمری به یادم آورده اید جز به
سپری کردنِ عمر نتوان کرد۔ دانم که از عمر اندکی مانده است، هر آئینه آن
سپاس را از گزاردنِ آن قطع نظر نتوان کرد و از کام و زبان به دردی کشیدم و به
مغز و دل و جان گراییدم، تا گزارده [illegible] کام و زبان ادا کرده شود۔
بے کسان را یاد کرده اید [illegible] نامه شادم کنید، یا رب دیر مانند
از [illegible] به فرزندان ارجمندان (کذا) دعا رسیده
باد۔ فقط

(۲۷)

تنت به نازِ طبیبان نیازمند مباد — وجودِ نازکت آزردهٔ گزند مباد

قبلهٔ کعبه [illegible] چند از این پیش قدسی صحیفه به توسطِ حکیم صادق علی خان
به من رسیده است [illegible] هنوز پاسخ نگزارده بودم که امروز چهارم ستمبر و ندانم چندم
ربیع الاول است نامه از [illegible] مولوی سراج الدین احمد رسید، به
انکشافِ حالِ ناسازیِ مزاجِ مبارک اندوه ناکم ساخت۔ چون هم در آن دل‌کش
رقیمه طراز رقم داشته [illegible] تدبیر قبله صورت [illegible] حضرت حکیم احمد علی پاره
افاقتی و امید فراغتی دست هم داده است۔ والله که هم به قدر آن رفاقت مرا هم از
هجوم آلام [illegible] نظر قطع نخواهید کرد، و زود نوید صحت
خواهید فرستاد [illegible] نامه [illegible] خواهم [illegible]
در نامه [illegible] انقطاعِ علاقه [illegible] و
عزمِ انقطاعِ علاقه [illegible] از کلکته و احرامِ دارالخلافت دهلی مرقوم بوده،
هرچند [illegible] جای طرب است، اما طول بودن از کلکته

چه غضب است، والله دهلی شایستگی آن نداشت که آباد ماند و دردناک شد
تواند بود. خاص و عام این بقعه به سبب آنکه مرده‌اند این تیره‌روزم مردم خواه به خاک
دارم که چون این داوری به پایان رسد، به بهانه‌ای از این شهر برآیم و کلکته را دریابم. به
عزیزان جان دعای طول عمر و افزونی دولت مقرون باد. فقط

(۲۸)

پشت پناه بی‌کسی‌های من، دلم به حال محمد علی خان و برادرش نگرانست
امید که درین روزها فرصتی یافته باشند، به فرستادن [illegible] جان [illegible] در تقسیم
دهند و از پیچ و تشویش نجات بخشند. فقط

(۲۹)

نوازش‌نامه ورود فرمود و آبروی [illegible] را ارمغان
تلمذ را که لابد دعوی ساخته، به احتیاط نگه داشته‌ام. به خاطر [illegible] کرده [illegible] چه
باید کرد، و در محفل مشاعرهٔ آینده به بانگ بلند باید خواند تا اهل انجمن بشنوند، و سؤال
معترض دگران ما هیچی معترض بر همه آشکاره گردد. دیگر از سپاس عنایت جناب [illegible] شکر
تفقدات جناب مستطاب مرزا ابوالقاسم خان صاحب چه عرض دارم که از حوصلهٔ کام
و زبان بیش. ناچار آن را حواله به دل و جان کرده‌ام. آداب و تسلیم و عرض سپاس از
جانب این حقیر حق‌شناس به خدمت [illegible] رسانند. فقط

(۳۰)

امید که با صحت دیده گردد [illegible] تا به قلم بر پیراهن [illegible]
که مرا دل و دماغ سخن‌سازی باشد [illegible]
[illegible] نگویم از باب [illegible]
غالب [illegible] آشنایان [illegible]
[illegible] این عنایت جزای [illegible]
[illegible] با وجود این
[illegible] خود توانم
[illegible] اندیشه [illegible] فقط

ستکرهٔ سپهر نیم، امّا از اتفاقِ قضا چون نگریم که شکایت نه دارم. بخت به زبانها فتاد که فلانی قتیل [illegible] است. اکنون به عالمی برمن شوریده انجمن با من معارض گردید. یکی را به بدگویی من آوردند، مرا سفیه و بی‌دین و ادعای سخن شمردند. چون دیدند که طرفی نه بستیم و در دقیق باز از خویشتن به نکوهش نشکستیم، فراهم شدند، و فیل و رخ را طرح داده، بساطِ شطرنج پیچیدن [illegible] در وقت رفتار پیاده ساختند، و مهره مرا به ششدر انداختند. منّت ایزد را که آنان چنین [illegible] و [illegible] همه شروط به سلیقهٔ سخنوری نیست، ازین عربده ام چه باک که درین هنگامه ام چه زیان:

«آواز تیشه‌ها [illegible] نکند ذوق گدا را»

امّا چون پرواز به هوا به بالِ قضا [illegible] در وادی جویا به پشت گرمی محیط دلم از ازین وادی بر آشفت و خاطرم [illegible] نگریده، جبین به خاکِ عجز سودم، نه پذیرفتند، راهِ پوزش و اعتذار پیمودم، مرحبا هم نگفتند. به حیرتم که بزرگانِ انجمن را کدام خدمت شایسته بجا آرم که [illegible] شده باشم. این همه تو تابهٔ دل است که بی‌خواست از لب و کام گذارد، [illegible] جلوهٔ مدعا ندارد. آن که اینک محتاج به اظهار آنم این است که [illegible] کلیه آنست که گویند نظر عداوت سعود چندان ضرر ندارد، و نظر مودّت نحوس نفعی [illegible] به عظمت و جلال ذاتِ اقدسِ الهی که شما را خلیلِ پاکیزه گوهر [illegible] اقرار ایم، و میرزا افضل بیگ، اگر ازین نسبتِ اضافی که به ظاهر دارند، قطع نظر [illegible] المقصود [illegible] شما دیگانگی و بهزادی میرزا صاحب عداوتِ شما [illegible] دیار دو دانم، حال آن که عداوت را چه گنجائی و خصومت را چه [illegible]. زیرا که علاقه در میانه نیست، و عداوت خود از اعراض است نه جواهر. [illegible] به سایهٔ دیوار و افت ملازمان بستر افتادگی بیاراستن [illegible] به دامن اندیشه [illegible] آزردگی شما را چاره نتوانم [illegible] امّا بیم آنست که اگر بدان طایفه [illegible] خواهم کشید و چه نادیدنیها که نخواهم دید. حقّا که آزار [illegible] هرگاه این کلیه ثابت شد، و ساحت ضمیرِ هم دگر از گرد و غبار بیگانگی رُفت و روب یافت، سخن از مدعای سرایم و پرده از

روی کار به گشاده‌ایم که اگر هم خانگی من به خیال دوام صحبت است، آن هم به صورت نخواهد
بست، چه بیگاه و چه وقت رفتن به دفتر خانه، بیگاه یعنی آخر روز باز آمدن به کاشانه. شب از
برای آرامش و استراحت است نه از بهر صحبت و حکایت. و اگر خواهد سعی در غم خواری
و دلجوئی من است، چشمی به حال من باید گشود، که درین کار هیچ دریغ نه کرده‌ام. هم
چو شبنمی به سبزه خار رهگذرے دست و پنجه به رو کرده، اگر هم نوشته‌ام و نوید فرستاده
دارم، تا کاتبان دفتر تقدیر پیچ‌سرم چه نوشته‌اند و حکام را به خون چه مایه آزرده‌ام. سرشته
کلکته منتهای سفر آوارگیم نیست، نه دانم که دام کوه و بیابان پیموده نیست و قدم در پرده
گردها فرسودنی. اگر دو سه ماه به سایهٔ دیوار شما آسودم چه سود، مرا به چشم که چه دشت
در پیش است. بالجمله جستجو به ازین نیست که مرا [illegible] ازین خرابه تنها وا گذارند و تن مرا
به غربت جان داده به خاک سپرده انگارند۔

دوست غم خواری میں میری سعی فرماویں گے کیا — زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جاویں گے کیا

اللہ بس ماسوا ہوس، فقط۔

(۳۱)

خاکسار نوازا، گوہرین نامہ پیرایۂ دریافت و سلامت حال سامی نیایش
گرد و سپاس گذاری ایزدی ساخت. نالۂ سپند و بے قراری سپند از جملۂ بدیہیات است
و انکار در بدیہیات گنجائی ندارد. ہر کرا بے قراری سپند باور نیست گو بیا و مشتی سپند
بہ زیر روی آتش ریز تا بنگرد چه گونہ می جہد. آری بے قراری سپند مثل بے قراری سیماب
بالذات نیست و معلول اثر حرارت نار است. ہرگاہ قائل در مصرع نخستین اشعاری به جانب
نار کرده باشد چنان کہ گوید "تا دیدم روی آتشینش" بے تامل مصرع ثانی درست
جائز و روا خواہد بود: "مانند سپند بے قرارم"۔ اما آن دو مصرع دیگر را باز گویم:
"مانند سپند بے قرارم" [illegible] سیماب [illegible] چه پرواز و چه نشست [illegible] خالی از لطافت نیست
و اگر [illegible] گویند خلاف واقع خواهد بود [illegible] سپند [illegible] احساس اثر حرارت از
انگیزه [illegible] خود را نیاز [illegible] آن مایه تمکین ندارد که [illegible] کرده [illegible] مثل سیماب
بے قرارم، مصرع در نفس خویش [illegible] است، لیکن مصرع اول [illegible] زیرا که
سیماب بے وجود آتش نیز بے تاب است، و این مصرع: "تا دیدم روی آتشینش"

در مقابل چیزی که خواهد بود ... [illegible] ... که پیش از قریب ... [illegible] داشته
باشد ... [illegible] ... اشکال
... [illegible] ...
... [illegible] ... اگر
مصراع ... [illegible] ...
گرم ازین ... [illegible] ...

مطلع غزل جناب:

«مسیح ... [illegible] ... ‌این»
بسیار ... [illegible] ... از
اول ... [illegible] ... زبان است
قائل —

«همین ... [illegible] ... این»
این بیت بسیار ... [illegible] ... که
... [illegible] ...

«... [illegible] ... این»

«... [illegible] ... این»
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...

... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
... [illegible] ...
حق ... [illegible] ...

چهار شعر دیگر مع مقطع اگر راست گویم هرگز نگاه نتوان داشت دستم به کاغذ نتوان کرد. به ازین جوئید و دیگر فرمائید:

هرچه از آن نام و نشان فرق دهند ‌ ‌ ‌ ‌ چون نه پسندد به از آنش دهند

والسّلام والاکرام. راقم: [illegible] تحریر به تاریخ ششم صفر روز آدینه بود [illegible] والا نامه [illegible] فقط

(۴۳۲)

دل به درد آمدگان را از ناله و فریاد منع نتوان کرد و با آزردگان را از سینه کوبی باز نتوان داشت. مرا که دل از [illegible] جهری شما به درد آمده است، از ناله و فریاد چاره نیست، و چون به درد فراق جان داده و [illegible] نشسته ام، سینه خواهم کوفت. اگرچه سنگ خاره نیست. منم که چون دو هفته [illegible] سراج الدین احمد نیست، جگر را به دندان گرفته و از خود رفته [illegible] مولوی سراج الدّین احمد [illegible] این درد مند اندوه‌گین به شش ماه است که بر حاشیهٔ مکتوب دیگران هم به سلام یاد نکرده اید، تا به نامه و پیام چه رسد. نارسیدن نامه از جانب وی [illegible] که [illegible] پیر و شما بوده باشم و از آن روست که من آن قدر در غم دارند [illegible] خورده باشم که یارای نفس کشیدن و حرف زدن نداشته باشم. سپاس [illegible] خدای داد گرم که با این [illegible] مرا [illegible] ارجمندی بخشیده است که اگر فی المثل در عالم به هم خورد از حال خویش بر نگردم، و با این همه وفاداری آن مایه ثابت قدم که سر [illegible] از خط جاده [illegible] نلغزد. [illegible] خدا را [illegible] که شما را چه در دل گذشت [illegible] سراج الدّین را چه [illegible] دانسته بودند [illegible] اسد الله با من معلول آن است که [illegible] دفتر [illegible] و [illegible] فقط.

حواشی آثارِ غالب

آثارِ غالب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں اردو فارسی کی وہ نظم و نثر ہے جو مختلف ماخذوں سے حاصل کی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں صرف وہ فارسی خطوط ہیں جو حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم کے کتب خانے کے ایک مجموعے سے لئے گئے ہیں۔

حواشی میں رموز ذیل مستعمل ہوئے ہیں۔ آثار = آثارِ غالب۔ اردو = اردوئے معلیٰ مطبع مجیبی طبع اول۔ المعجم = المعجم فی معاییر اشعار العجم [illegible] برہان = [illegible] طبع ۱۲۸۴ھ۔ پنج آہنگ = پنج آہنگ کلیات نثر طبع اول میں شامل ہے۔ تبصرہ = [illegible] غالب [illegible] علی گڑھ میگزین میں چھپا ہے۔ تذکرہ نساخ = فارسی گویوں کا تذکرہ جس کا [illegible] ۱۲۹۱ھ میں نساخ کی وفات کی وجہ سے ناتمام رہ گیا۔ اس کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے لیکن شائق کا ترجمہ اردو [illegible] سے نقل ہوا ہے۔ تیغ = تیغ تیز۔ خطوط = خطوط غالب جلد دوم۔ قاطع = [illegible] اشاعت ثانی۔ اگر کوئی [illegible] نہیں [illegible] اس کے صفحات [illegible]۔ دل کشا = نسخۂ دل کشا طبع ۱۲۸۷ھ [illegible] ناتمام رہ گیا۔ ریاست = غالب کی ریاست [illegible] علی گڑھ میگزین ۱۹۴۹ء مرتبہ مختار الدین احمد آرزو۔ ساطع = ساطع برہان [illegible] سراج = [illegible] سخن = سخن شعرا از نساخ ۱۲۹۱ھ کو [illegible] تمام ہوا۔ سعادت = میر سعادت علی [illegible] عبداللہ [illegible] کا مقالہ غالب نمبر علی گڑھ میگزین۔ شمع = شمع انجمن از صدیق حسن خاں طبع ۱۲۹۳ھ [illegible] صبح = صبح گلشن [illegible] طبع ۱۲۹۵ھ [illegible] عود = عود ہندی طبع اول [illegible] غالب [illegible] حکیم غلام نجف خاں [illegible] قاطع = قاطع برہان [illegible] قاطع القاطع [illegible] کلیات [illegible] غالب کی نثر [illegible] گلستان سخن [illegible] لطائف = لطائف غیبی [illegible] متفرقات = متفرقات غالب۔ محرق = محرق قاطع برہان۔ مؤید = مؤید برہان [illegible] حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم کے کتب خانے کا مجموعہ جس سے آثار میں فارسی خطوط لئے گئے ہیں [illegible] ان کی نقل [illegible] میرے پاس ہے [illegible] نول = مطبع نول کشور کا شائع کیا [illegible] یادگار = یادگار غالب [illegible] المطابع لکھنؤ۔

حصۂ اوّل

حواشی نثر اردو :-

(۱) رسالۂ تیغ تیز جس کا سال انطباع [illegible] ہے میاں داد خاں سیاح کی طرف منسوب ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس کا [illegible] غالب کے قلم سے نکلا ہے۔ طرزِ تحریر کی شہادت سے قطع نظر اس میں کچھ ایسی باتیں [illegible] غالب کے سوا اور کوئی نہیں لکھ سکتا تھا مثلاً عبد الصمد سے متعلق وہ باتیں جو [illegible] کی گئی ہیں۔ لطیفہ کی یہ عبارت بھی قابلِ توجہ ہے۔ "قاطع [illegible] [illegible] داد چاہتا ہے" یہ غالب خود داد خواہی کر رہے ہیں۔ دیباچہ میں [illegible] [illegible] مرقوم ہے وہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ سیاح کا صرف نام ہی نام ہے [illegible] ان کے نام کے ایک خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اشرف الاخبار میں تیغ تیز کا اعتراض ان کی طرف [illegible] دیا گیا تھا اور یہ کافی سمجھا گیا تھا کہ اشاعت کے بعد انھیں اطلاع دی جائے (اردوئے معلّیٰ [illegible]) سیاح کو اس میں مضائقہ نہ ہوا کہ رسالہ کو اپنی طرف منسوب کر لینے میں کیا تامل ہوتا۔ اسے اپنے نام سے شائع کرانے میں کئی مصلحتیں [illegible] [illegible] [illegible] کے رد میں ہے اور اس کے مصنف کو غالب تھا [illegible] خطاب [illegible] [illegible] سیاح دہلی کے لیے اجنبی تھے۔ ان کی طرف سے [illegible] محرق [illegible] دینے میں آسانی تھی۔ تیسری یہ کہ دہلی میں وہ ہندوستان کے زیادہ سے زیادہ [illegible] ہو سکتے تھے۔ رسالہ کی تصنیف میں غالب نے تیزی سے مدد لی تھی اور [illegible] سے اعانت کی استدعا کی تھی (خطوط [illegible]) جو غالباً قبول ہو گئی۔ غالب پہلے قدر بلگرامی سے [illegible] کا رد لکھوانا چاہتے تھے (خطوط ۱۹۶) مگر کسی وجہ سے اس کی نوبت [illegible] [illegible] [illegible] اور صفحہ کے بعض مقامات [illegible] غالب کے [illegible] [illegible]۔

ان کی [illegible] سیاح [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیان [illegible] کے نام کے [illegible] [illegible] [illegible] خط میں سیاح نے

درفش کے انطباع کا قطعۂ تاریخ بھی لکھا ہے۔ یوں کیا سیاح نے اظہار سنِ عیسوی، تذید
زبان سے ان کی علمی صلاحیت کا پتا چل سکتا ہے۔ لطائف کا قلمی نسخہ جو میرے پاس ہے جناب
سید وزیر الحسن عابدی کا عطیہ اور مطبوعہ نسخوں کی نقل ہے۔

(۲) تیغِ تیز کا سالِ تصنیف ۱۲۸۰ھ ہے اور یہ مؤید کا جواب ہے مگر احمد کے محض چند اعتراضات سے بحث کی ہے اور وہ بھی تشفی بخش نہیں۔ مزید یہ کہ کتاب میں متعدد مقامات پر صریحاً غلط واقعات بیان کیے ہیں (تفاصیل ملاحظہ ہوں)۔ مؤید کا سالِ طبع ۱۲۸۲ھ ہے اور قاطع ۱۲۸۳ھ میں چھپی ہے۔ غالب نے احمد کو "ابلہ" جو کہا ہے یہ صحیح نہیں۔ ظاہراً یہ کتاب اشاعت کے بہت بعد غالب کی نظر سے گذری اور وہ اسی بنا پر اسے قاطع سے مؤخر سمجھے۔ غالب نے کسی دوست سے اس کے بارے میں کچھ سن کر (اردو ص ۳۲) اس کے مطالعے سے پہلے اپنا وہ مشہور قطعہ لکھا تھا جس کی ردیف "کردہ است" ہے (تفاصیل غالب ص ۱۴۲)، مگر غالب کا یہ قول کہ احمد قتیل کے بڑے معتقد ہیں مؤید سے ثابت نہیں۔ غالب کا ارادہ تھا کہ مؤید کا جواب ذکاء سے لکھوائیں مگر کسی وجہ سے اس کی کوئی صورت نہ نکلی (اردو ص ۳۴)۔ مؤید کے لہجے کے متعلق غالب کی شکایات بجا ہیں۔ برہان کو تو ناسخ کچھ ہی کیوں نہ کہا ہو، غالب کے ہم عصروں کو اس کا حق نہیں پہنچا کہ وہ ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ مؤید بہترین کتاب ہے جو قاطع کے جواب میں لکھی گئی تھی، اگر اس کا لہجہ معتدل ہوتا اور جا بجا طول بے جا سے کام نہ لیا جاتا تو اور بہتر ہوتی۔ احمد نے تیغ کے جواب میں شمشیر تیز تر تحریر کی، مگر اس کا چھاپہ غالب کی وفات کے بعد تمام ہوا۔ اس کا لہجہ مؤید سے بہتر ہے۔ اپنی کتاب ہفت آسمان میں انھوں نے غالب کے متعلق یہ رائے دی ہے:۔

"قوتِ طبع و قدرتِ سخن آزادی لفظاً و نثراً و نظماً مسلم است بل کہ بیشتر نغز و دل رباتر" احمد نے اور کتابیں بھی تصنیف کی ہیں اور متعدد کتابوں کی تصحیح کی ہے۔ نساخ نے ان کا ترجمہ یوں تحریر کیا ہے: "احمد تخلص آغا احمد علی مرحوم مدرس فارسی بہرہ مدرسہ عالیہ کلکتہ خلف آغا شجاعت علی باشند۔ ... ابن آغا عبد العلی خوش نویس کہ از دستِ عزیزان خود در ڈھاکہ مقتول شدہ بود۔ شاگرد ... ضمیر۔ زبان فارسی را بخوبی دانست۔ در علم عروض و قوافی

۱؎ سورۂ ... میں "... ابراہیم ..." آیا ہے۔ ... "ابراہیم" ... کی جگہ "ابراہیم"، فانا ... کو ذہن میں رکھ کر کہا گیا ہے۔

دست گاہے معقول داشت ۔ احیاناً شعر می گفت ۔ چند شعر فارسی وار دو از کلام نیز گذرانیدہ بود در عین شباب در ... سنۂ یک ہزار و دو صد و نود ہجری در کلکتہ وفات یافتہ۔" (تذکرہ) ناسخ نے قواعد حق آغا احمد سے تاریخ نکالی ہے ۔ (تذکرہ) ۔ ۱۲۹۰ھ میں جب عین شباب تھا تو ۱۲۷۴ھ میں قتیل کی حمایت میں غالب کے خلاف ہنگامہ آرائی کرنا جیسا کہ غالب (ص۱۲۷) میں مذکور ہے، قطعاً ناممکن ہے ۔ یہ بھی واضح رہے کہ خود ناسخ کا سال ولادت ۱۲۴۹ھ ہے (شمع) ۔

مرزا رحیم بیگ رحیم کے متعلق خود صہبائی نے لکھا ہے کہ صہبائی سے تحصیل کتب یا اصلاح شعر کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن اپنے بعض رسائل پر اصلاح لی اور اس کے علاوہ ان سے بہت سے فوائد علمی حاصل کیے ۔ (گلستان) ۔ رحیم کا قول ہے کہ " رحیق تحقیق لغات وکنایات از خم خانۂ فیض صہبائی خوردہ" (ساطع) ساطع برہان کا سال طبع ۱۲۸۲ھ ہے ۔ رحیم نے سعادت کی طرح محض چند اعتراضات سے بحث نہیں کی، کل یا تقریباً کل اعتراضات کے جواب دیے ہیں اس کا لہجہ عموماً طنزیہ ہے، کبھی غالب کو "تمیسار ساسان ششم" کہتا ہے، کبھی یہ کہتا ہے کہ ایسے اعتراض میرا سا کور سواد کرے تو کرے غالب کے لئے زیبا نہیں، مگر کہیں کہیں کھلم کھلا یہ بھی کہتا ہے کہ غالب سے مقابلہ تضیع وقت ہے ۔ اس شخص نے بصارت سے محرومی کے باوجود کس طرح قاطع کا جواب لکھا حیرت انگیز ہے ۔ غالب کا یہ بیان کہ سیاح نے رحیم کے بیشتر جواب کو لطائف میں رد کر دیا ہے (اردو ص۲۳۰) بالکل خلاف واقعہ ہے ۔ غالب نے نامۂ غالب میں محض چند امور سے بحث کی ہے، اس سے ساطع کا درجہ صحیح متعین نہیں کیا جا سکتا ۔ رحیم فارسی اردو دونوں کا شاعر ہے اور اس کا کلام تذکروں میں ملتا ہے ۔ تذکروں میں ان کی موت کا ذکر نہیں ۔

امین الدین امین دہلوی مصنف قاطع القاطع مولوی کے شاگرد تھے ۔ گلستان میں ہے کہ "علوم متعارفہ کو نہایت تدقیق کے ساتھ ... تحصیل کیا" اور پایۂ تحقیق کو عرش افتخار تک پہنچایا ..... اشعار فارسی نہایت متانت سے کہتے ہیں ۔ علم مجسم .... اُن کے لب کو کبھی تبسم سے خالی نہیں پایا۔" حق کا ذکر محرق میں ہے ۔ سعادت اور امین کے ذاتی تعلقات پر ستو ... تیغ میں (ص۱۱۲) غالب نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مؤید کے مصارف طبع سعادت نے ادا کئے تھے یہ خلاف قیاس ہے لیکن یہ بخوبی ممکن ہے کہ حق سعادت نے اپنے خرچ سے چھپوائی ہو۔ ان

لہجہ بہت خراب ہے۔ سخت سست تو کہا ہی ہے۔ فحش گالیاں بھی دی ہیں، میرا گمان ہے کہ امین نے صرف برہان ہی نہیں، سعادت کا بھی انتقام لیا ہے۔ غالب کو بدزبانی کا بھی اچھا نہیں ملا یعنی سید عباس مرحوم نے انھیں ٹھیک لکھا تھا کہ ظرافت نہ کرنی تھی۔ تیغ کے انطباع کے بعد غالب نے امین پر ازالۂ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلایا، جس کی روداد رسالۂ اردو میں شایع ہو چکی ہے۔ امین کے جرم میں کچھ شبہ نہ تھا، لیکن کئی مولویوں نے غالب کے خلاف جھوٹی گواہی دی، اور غالب کے وکیل نے بھی کسی صلاحیت کا ثبوت نہ دیا، کامیابی کی امید نہ رہی تو آخر کار انھوں نے راضی نامہ داخل کر دیا" (یادگار صفحہ ۵۴)۔ امین نے سب و شتم ہی پر قناعت نہیں کی، اپنے دعووں کی فرضی سندیں بھی بے تکلف پیش کی ہیں۔ جس وقت اُن کا ترجمہ تذکرۂ نساخ میں لکھا گیا ہے "ظاہرا زندہ تھے۔" "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"، شاید سعدی کے یہاں ملتا ہے، لیکن لباب الالباب عوفی جلد ۱ صفحہ ۲۸۷ پر یہ قطعہ موجود ہے۔ نام کی جگہ پر نقطے ہیں :-

دگر بما نہیم باز بر دو زیم   داشتے کز فراق چاک شدست

ور نشانیم عذر باید بہ   اے بسا آرزو کہ خاک شدست

(۳) استفتا تیغ کے آخر میں ہے اور اس کا عنوان اللہ اکبر ہے۔ تقریباً کل سوالوں کے بعد اور ہر جواب کے بعد محمد المدعو بہ مصطفیٰ مرقوم ہے۔ یہ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ شاگرد غالب ہیں۔ اُن کے مویدین میں سے بھی دو ضیاء الدین احمد خاں، نیر اور حالی غالب سے یہی نسبت رکھتے ہیں۔ سعادت علی خاں مشہور آدمی نہیں، رسالۂ عبدالکریم کے آخر میں جو استفتا ہے اُس کا جواب دینے والوں میں یہ بھی ہیں۔ تعجب ہے کہ غالب کو نہ یہ سوجھا کہ جب میں کل ہندوستانی فارسی دانوں کو خواہ وہ شاعر ہوں یا فرہنگ نگار نا معتبر قرار دے چکا ہوں تو ہندوستانیوں سے فتویٰ لینے کے کیا معنی؟ اور نہ یہ بات اُن کے ذہن میں آئی کہ جو اصحاب خود میری فارسی دانی کے قائل نہیں وہ میرے معتقدین و تلامذہ کو کیا خاطر میں لاسکتے ہیں۔ تمہید کی عبارت عیوب سے مملو ہے۔ سوالوں کا جواب فارسی دانوں اور شاعروں سے طلب کرنا تھا۔ صاحبان قوتِ ناطقہ و قوتِ عاقلہ سے استفتا بے محل ہے۔ غالب نے "احد اللغتین میں سے جو لغت صحیح ہو" لکھا ہے۔ "احد" کی جگہ "احدی" چاہیے۔ "احدی اللغتین" کے بعد "میں سے" نہیں آسکتا اس لیے کہ صرف ایک لغت رہ گیا ہے۔ اگر "احدی اللغتین" کی جگہ "لغتین" بھی ہو تو بے محل ہوگا اسلئے

کہ بعض سوالات کا فنِ لغت سے کوئی سروکار نہیں۔ مثلاً سوال ۷' اور بعض میں ایک ہی لغت سے یا کنایے کے متعلق استفسار' دو میں سے ایک کو صحیح قرار دینے کا سوال نہیں' (مثلاً سوال ۶ و ۱۶)۔ 'غلط ساز' سہوِ کاتب ہے 'عہد ساز' چاہیئے۔ سوالات ان امور سے متعلق بھی ہیں جو احمد اور غالب کے درمیان مابہ النزاع نہیں' تیغ موتیز کا جواب ہے' اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

سوال ۱: اس سوال میں بڑا فریب پنہاں ہے۔ فردوسی اور خاقانی شاعر ہیں۔ مگر انھوں نے آزاد اور اسدی کی طرح نثر میں اور شمس فخری کی طرح نظم میں فرہنگ نہیں لکھی' یہ دوسری بات ہے کہ ضرورت سمجھ کر فردوسی نے بعض ناموں اور الفاظ کے معانی بتا دیئے ہیں (مثلاً بیوز)۔ شاعر کو الفاظ کے استعمال کا خاص سلیقہ ہوتا ہے' لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس کی زباں دانی اُس قسم کی ہو جیسی فرہنگ نگاروں کی ہوتی ہے۔

قطران[1] فحول شعرا میں ہے۔ اُس کی فارسی دانی کی نسبت ناصر خسرو کی یہ رائے ہے "زبان فارسی نیکو نمی دانست... دیوان منجیک و دقیقی... پیش من بخواند و ہر معنی کہ او را کہ مشکل بود از من بپرسید" (سفرنامہ)۔ خسرو بلند پایہ شاعر ہیں لیکن اصطرلاب کا اشتقاق جو انھوں نے بتایا ہے کون تسلیم کر سکتا ہے؟ شعرا کے کلام کا مطالعہ فرہنگوں سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدیم شعرا کے کلام کا مفہوم فرہنگوں کی طرف رجوع کیے بغیر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ قیاس سے ہر جگہ کام نہیں لیا جا سکتا۔ فرہنگ نگار کے مستند ہونے کا دار و مدار اُس کے وطن پر نہیں' اُس کی تحقیقات پر ہے۔ بخوبی ممکن ہے کہ کسی خاص مسئلے کی تحقیق ہندوستانی ایرانیوں سے بہتر کریں' ایرانی خود ہندوستانی فرہنگ نگاروں کی سند بے تکلف پیش کرتے ہیں۔ لغات کے معانی درکنار اشعار سے لغات کی حرکات و سکنات کا بھی مکمل علم بہت کم ہوتا ہے۔ [illegible] کو جانے دیجیے' دو حرفی ذرہ' مرد اور بد اور آزرہ باب کو لیجیے۔ اگر یہ [illegible] قافیہ نظم نہیں ہوئے تو زیادہ سے زیادہ۔ جو علم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ر ساکن ہے اور د متحرک' د کی حرکت کیا ہے اس کا پتہ مطلقاً نہیں چل سکتا۔ [illegible] قافیہ میں اور حرف وصل سے مل کر [illegible] ہو جائے تو

---

[1] قطران وہ فارسی جس میں منجیک اور دقیقی کا کلام ہے زیادہ نہ جانتا ہوگا۔

اس صورت میں بھی [illegible] حرکت کا علم نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ وہ قافیے میں شامل نہیں رہی۔ درشت اور [illegible] بے تکلف ایک دوسرے کا قافیہ ہو سکتے ہیں۔ ر متحرک نہ ہو تو اس صورت میں بھی د کی حرکت کا صحیح علم اسی وقت ہوگا جب یہ یقین ہو کہ شاعر اقوا کا مرتکب نہیں ہوا۔ فردوسی کہتا ہے :-

بہ زرّیں ستامیں دو صد تیغ ہند — ہمہ تیغ زہراب دادہ پرند، جلد ۱ صفحہ ۹۹
ز زابلستان تا بہ دریا سند — نوشتیم عہدے تو را بر پرند، جلد ۱ صفحہ ۱۳۸

[illegible] اور [illegible] سے ہر شخص جانتا ہے کہ مکسور ہے، پرند کی ر کا مفتوح ہونا بھی [illegible] ہے

فردوسی کے اشعار سے ان حروف کی صحیح حرکت کا بھی علم نہیں ہوسکتا۔ حرکات و سکنات معلوم نہیں ہوتے تو یہ پتا چلنا بھی مشکل ہے کہ کن حروف سے مرکب ہے، اس لیے کہ کاتب کی غلطی کا ہمیشہ احتمال ہے۔ [illegible] قافیہ سے جب بھی صرف اُن حروف کا علم ہوگا جو قافیے میں نہ کرار آتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ شعر اکفا سے بری ہو۔ فردوسی کا شعر ذیل میں ایک ہی [illegible] [illegible] [illegible] سراج تا دسی ہے :-

بخارا و خوارزم و ترکستان و چاج — سپہدار آن کشور و تخت عاج، جلد ۱ صفحہ ۲۲۹

عروض کے قواعد کے مطابق جو اشعار کی تقطیع ہوتی ہے اس میں بعض صورتوں میں حرکت سکون سے اور سکون حرکت سے بدل جاتا ہے، ایک بیت یا ایک نظم میں مختلف زحافات استعمال ہو سکتے ہیں یہ بھی دقتیں پیدا کرتا ہے۔ عروض و قافیہ دیکھنا! شاعر الفاظ الفاظ میں جو تصرف کرتے ہیں اور جس کا بہ قول غالب انھیں اختیار ہے، اس کی وجہ سے بھی لغت کی اصلی [illegible] اور [illegible] کے اصلی معنی کا شعرا کے کلام سے معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً بقول غالب [illegible] [illegible] [illegible] مفتوح [illegible] [illegible] اور شعر میں مستعمل نہ ہوتا اور [illegible] کا قول نا قابل اعتنا قرار دیا جاتا تو یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ [illegible] مفتوح کے ساتھ ہے۔ خاقانی کا مصرع ہے

"ہم [illegible] [illegible] عقرب [illegible]"

ظاہر ہے کہ خاقانی یا اور شعرا کے [illegible] استعمال کی وجہ سے [illegible] مستند نہیں قرار پا سکتا۔
سوال کی عمومی حیثیت کو چھوڑ کر اب ہم دیکھتے ہیں کہ غالب نے یہ بحث کیوں چھیڑی۔

غالب نے قاطع میں دعویٰ کیا تھا کہ جو لوگ سعدی کے شعر کی سند پر گرفت کی را کو مکسور
کہتے ہیں، غلطی پر ہیں۔ فردوسی شاہنامہ میں سو جگہ 'رفت' کو نہفت و گفت کا قافیہ اور ہزار
جگہ شگفت کا قافیہ لایا ہے۔ لیکن وہ ایک جگہ اسے رفت کا قافیہ لایا ہے اور خاقانی نے
کہا ہے:۔

'خورشید تو رہ پیادہ رفتہ ہم غاشیۂ تو برگرفتہ'

صحیح یہی ہے، اور جگہ "تغایر حرکت ماقبل ردی" ہے۔ اگر کوئی شخص فتحۂ را کی سند
میں جو شعر میں نے دیے ہیں، انھیں بھی اس قبیل سے تصور کرے، تو اسے تحقیق سے
بہرہ نہیں، اور میں اس سے شگفت نگہ نہیں کرتا۔ سعدی کا شعر جس کا ذکر آیا ہے یہ ہے:۔
"تبسم کناں دست بر لب گرفت کہ سعدی مدارا چہ دیدی شگفت" (قاطع ص۱۳۵)۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ غالب اس سے اختلاف نہیں کرتے کہ شگفت کا کاف مکسور ہے[۱] ورنہ وہ یہ
ضرور کہتے کہ سعدی کی سند ہی غلط ہے۔ اس سے گرفت کی را کا فتحہ ثابت ہوتا ہے۔ اس
سے اختلاف نہیں تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ فردوسی نے ہزار[۲] بار جس طرح استعمال کیا ہو، اسے
ان شکلوں پر جو اس کے مقابلے میں بہت کم اس کی زبان پر آئی ہوں کیوں ترجیح نہ دی جائے
اور اگر فردوسی ہزار بار ایک طرح اور سو بار ایک طرح 'تغایر حرکت ماقبل ردی' کا ارتکاب
کر چکا ہے، تو یہ کیوں ناممکن سمجھا جائے کہ رفت اور گرفت کے قافیے میں عیب ہے۔
'تغایر حرکت ماقبل ردی' کے الفاظ کے استعمال سے یہ ظاہر ہے کہ غالب ف کو ردی
قرار دیتے ہیں۔ حال آں کہ ردی ت ہے۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ ردی قافیے
کے آخری حرف اصلی یا اس کے قائم مقام کو کہتے ہیں۔ خاقانی کا شعر را کی کسی خاص
حرکت کے ثبوت میں وہی شخص پیش کر سکتا ہے جو فن قافیہ سے بالکل ناواقف ہو۔ 'گرفتہ'
میں ت ردی ہی ہے، جو حرف وصل (ہ) کے متصل ہونے سے متحرک ہو گئی ہے۔ اس صورت میں
ر کی حرکت قافیے میں شامل نہیں، وہ مفتوح، مضموم، مکسور سب ہو سکتی ہے۔ ان باتوں کو
احمد نے موید میں ([illegible]) اچھی طرح سمجھا دیا تھا اور انھوں نے وہی بات کہی ہے جس پر
جمہور کا اتفاق ہے۔ لیکن غالب تیغ تیز میں پھر یہی بے سرا راگ گاتے ہیں۔ "مولوی احمد

۱؎ اس کی حقیقت محقق میں ملاحظہ ہو۔ ۲؎ شمس قیس صاحب المعجم، موسیٰ جامی، عبداللہ، سب کا یہی مسلک ہے۔

لکھتا ہے گرفتن بکسرتین ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا رفتن بھی بکسرۂ اوّل ہے؟ (اس کے بعد فردوسی اور خاقانی کے وہی شعر دیئے ہیں جو قاطع میں ہیں) ... اور جواز اختلاف حرکت ماقبل روی سے تو ساتذہ کے دیوان بھرے ہوئے ہیں۔ خصوصاً قصیدۂ لیس فی بابین میں فخر گرگانی نے قید حرکات ثلثہ اٹھا دی ہے۔ گشتہ و کشتہ قافیہ" ص۱۹۔ گرشتہ و گزشتہ کے قوافی کو غالب کے سوا کسی نے غلط نہیں کہا۔ (اس سلسلے میں تیغ ص۱۲ اور اردو ص۳۱ بھی ملاحظہ ہو غالب نے یہ کہا تھا کہ زیر نہیں کہ گرفت کی رامفتوح ہے۔ سروری کاشانی لکھتا ہے: شگفت بکسر کاف تازی عجب باشد۔ بستاں: یکے خردہ بر شاہ غزنیں گرفت کہ حسنے ندارد ایاز اے شگفت[۱] ف۱۸۵۔ سروری کے نزدیک گرفت کی ر مکسور نہ ہوتی تو وہ اس شعر کو شگفت کے مکسور الکاف ہونے کی سند میں نہ لاتا۔ آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ "بفتح و ضم کاف نیز آمدہ" لیکن ظاہر یہ مروجہ زبان سے متعلق نہیں اس کی بنا وہ اشعار ہیں جس میں شگفت ایسے الفاظ کا قافیہ آیا ہے جن میں ف سے پہلے کا حرف مفتوح یا مضموم ہے۔ جہانگیری میں صرف مکسور الکاف ہے اور نظامی کا شعر سند میں دیا ہے جس میں شگفت کا قافیہ گرفت نظم ہوا ہے۔ فرہنگ نوبہار جلد ۲ میں جس کے جامع محمد علی تبریزی خیابانی ہیں۔ شگفتن = تعجب بکسر اوّل و ثانی مندرج ہے اور گرفتہ کا وزن فرشتہ بتایا ہے۔ شعرائے ایران کے کلام میں گرفت بکثرت شگفت کا قافیہ آیا ہے میں دو مثالوں پر اکتفا کروں گا۔

آخرالامر قاعدے بگرفت — نامہ نظم داد و نیک شگفت — انوری ص...

بچو دست دبیر خیل آل شگفت — نگر تا جہاں را چگونہ گرفت — صاحب ناز تبریزی حصہ اول
بہار ۲ ص۲۱۶۔ اس کتاب میں اس شاعر کے دو اور شعر ہیں جن میں یہ قافیے آئے ہیں)

سوال ۲۔ پیدائش و زیبائش کے متعلق غالب صرف یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں

۱۔ انجمن آرائے ناصری میں شگفت کو مکسورالکاف لکھا ہے اور آخر میں وہی عبارت ہے جو سروری نے فتحہ و ضمہ کاف کے بارے میں تحریر کی ہے۔ فتحہ کاف کی مثال میں سنائی اور ضمہ کاف کی مثال میں سعدی کا شعر پیش کیا ہے۔ موخرالذکر میں "نہفت" کا قافیہ ہے۔ اس سے ضمہ کاف کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ فن قافیہ سے انجمن آرا کا مصنف کتنا ناواقف معلوم ہوتا ہے۔

کہان کا صحیح ہونا "نظائر" کا محتاج نہیں، لیکن چونکہ قاعدہ اُن کا مخالف ہے،
ایرانیوں کی لکھی ہوئی فرہنگوں یا ان کے ادب سے اُن کے استعمال کی سند پیش
کرنی تھی۔ پیدا "نسخۂ مصحفی" کے دیوان (مطبوعہ و مخطوطہ م) میں ایک جگہ ملتا ہے مگر بطور
قافیہ نہیں، جناب ڈاکٹر عندلیب شادانی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ابوالفضل کے یہاں
کئی جگہ آیا ہے۔ آجکل ایرانی بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ مصحفی کے معاصریں [illegible] قتیل کے
ایم [illegible] یہاں کے یہاں، مجھے یہ لفظ نہیں ملا۔ زیبائش اردو میں مستعمل ہے، ایرانیوں
کی زبان پر نہیں۔

سوال ۳ — احمد نے صائب، زلالی، والہ ہروی، مسیح کاشی وغیرہ کے کلام
سے ثابت کیا ہے کہ ایرانی راندہ، ماندہ کی قسم کے لفظوں کو تند، کند کی قسم کے لفظوں کا
قافیہ لاتے ہیں۔ مسیح کا شعر جو بہار عجم جلد اول (ص۱۳۱) میں بھی ہے یہ ہے: "آتش
بزبان شعلہ برہمن زدہ بانگ کفر بہر پیکان خاکستر گنگ"، غالب اور اُن کے
مددگار اپنے دعوے کو ثابت نہ کر سکے۔

سوال ۴ — تمہید میں غالب نے اس سوال کا جواب بھی بتا دیا ہے جو انھیں
نہیں بتانا چاہیے تھا۔ "چشم عیب ساز" احمد کے نہیں برہان کے الفاظ ہیں۔ تفاصیل یا ست
"عیب ساز" میں کوئی خاص قباحت نظر نہیں آتی۔ "یہ عیب ہیں" کے معنی میں نہیں "عیب
آفریں" کا مرادف ہے۔

سوال ۵ — جواب غلط ہے۔ اعتراض کا سرقہ ہو سکتا ہے۔ اگر
غالب نے دوسروں کا اعتراض دیکھا تھا اور وہ از خود اُن کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا اور انھوں
نے اصلی معترض کا ذکر بالارادہ نہیں کیا تو سرقے میں کیا شبہ ہے۔ ساماں کا بیان آب چپ
سے متعلق ممکن ہے غالب کی نظر سے نہ گزرا ہو، لیکن "محشی برہان" کے اعتراض جو انھوں
نے اپنی جانب سے پیش کیے ہیں، اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ برہان میں [illegible] حاشیے
ہیں اور اُن میں سے بیشتر غیر عربی الفاظ سے متعلق ہیں، لیکن غالب قاطع [illegible] محشی
کے ایک اعتراض کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "مہتمان کارگاہ انطباع جا بجا حاشیہا
نگاشتہ اند، اما ہمہ در اغلاط لغات عربی"۔ کسی مخالف نے یہ لکھا کہ حواشی لغات فارسی سے
متعلق بھی ہیں اور غالب کے کچھ اعتراضات حواشی میں بھی ہیں تو درفش [illegible] کو اکثر

بنا دیا۔ اُن کا قول اس ترمیم کے بعد بھی غلط رہا۔ قاطع کے متعدد اعتراضات حواشی برہان سے ماخوذ تھے۔ اور اس کا اعتراف غالب نے نہیں کیا تھا، بلکہ یہ لکھ کر کہ حواشی کا تعلق صرف لغاتِ عربی سے ہے کنایتہً اس سے انکار بھی کیا تھا کہ لغاتِ فارسی پر اُن کے جو اعتراض ہیں، وہ حواشی سے لئے گئے ہیں۔ درفش میں غالب نے دوسری روش اختیار کی ہے، جا بجا فخریہ اس کا ذکر کرتے کہ سات فضلائے کلکتہ جو برہان کے محشّی ہیں میرے ہم نوا ہیں۔ غالب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ یہ حواشی کے روبک کے لکھے ہوئے ہیں، اور مصححینِ مطبع طبی جن میں حکیم عبد المجید کے سوا کسی کے عالم ہونے کا ثبوت موجود نہیں، ان سے کچھ سروکار نہیں رکھتے۔ (تفاصیل محقق)۔

سوال ۶ ــ یہ اعتراض پہلی بار درفش میں کیا گیا ہے، احمد اور غالب میں مابہ النزاع نہیں۔ برہان نے دوسری فرہنگوں سے لیا ہے اور ششش ضرب نتیجہ خوب یا شش نتیجہ خوب فرہنگوں میں ظاہراً انوری کے ان دو شعروں کی وجہ سے شامل کیا گیا ہے:

زبہرِ جشنِ تو دائم بہ ششش نتیجۂ خوب　　ز فر بجثت تو آبستن است ششِ مسکن

صدف بگوہر و نافہ بمشک و نے بشکر　　شجر بمیوہ و خارا بزر و خارا بمن

کلیات ص ۳۱۱۔ فرہنگ نگاروں کے مسلک کی توضیح محقق میں ملے گی۔

سوال ۷ ــ "چشمِ مخالفاں بیا زن بہ تیر" ــ مؤیدیں نوادر المصادر کے حوالے سے فرخی کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور اس میں مصرع ثانی اس طرح ہے:

"ہمچو سکف [?] دلے بزر آزدے"

غالب نے اعتراض سے پہلے نادر کو جو ایک مطبوعہ کتاب تھی دیکھ لینا ضروری تصور نہ کیا۔ غالب اگر عروض فارسی کے ارتقا سے واقف ہوتے، اور انھوں نے شعرائے ایران کے کلام کا ایک عروضی کے نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا ہوتا تو اس مصرع کو ناموزوں نہ کہتے۔ یہ مصرع جیسا کہ احمد نے شمشیر میں لکھا ہے بحرِ سریع مخفی ہے اور اس کا وزن مفتعلن مفاعلن فاعلان ہے۔ انھوں نے اس بحر کے بارے میں طوسی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:۔

"اما پارسی زبانان مطوی بکار دارند و بر سالم و مخبون شعر نیامدہ است الا آنچہ عروضیان

ف انتخاب کلیات (لاہور) میں یہ بیت نہیں اور جناب عرشی سے معلوم ہوا کہ کلیات طبع طہران میں بھی نہیں۔

بہ تکلف گفتہ انداز جہت تشبیہ بعرب" (معیار الاشعار ص۱۰۲)

ایرانیوں کو اس بحر کے سالم ارکان مطبوع نہیں ہوئے، اور انھوں نے مستفعلن کی جگہ مفتعلن (مطوی) اور مفعولات کی جگہ فاعلات اور فاعلن (مطوی موقوف یا مطوی مکشوف) لانا پسند کیا اور مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلات فارسی کی بہت مقبول اوزان میں ہے۔ مفاعلن (مخبون) عربی میں آتا ہے، فارسی میں اس کا جواز معیار الشعرا کے علاوہ المعجم سے بھی ثابت ہے (ص۱۳۳)، بلکہ مؤخر الذکر میں مخبون مکشوف کی مثال میں بیت دی ہے :—

دو غمزہ چوں دو تا تیغ لشکری ست کی بہر دواں دلبری (ص۱۳۴)

اس میں اور چشم الخ میں دو فرق ہیں، ایک یہ کہ شش مرتخ میں صدر (یعنی رکن اول) [illegible] ہے اور دو غمزہ الخ میں مخبون، دوسرے یہ کہ عروض (یعنی رکن آخر) [illegible] ہے اور دو غمزہ الخ میں فاعلن ہے۔

بحر سریع یا اور بحروں میں ایک بیت تک میں فاعلات اور فاعلن کا اجتماع جائز ہے

ہر کہ تو اند کہ فرشتہ شود چہرہ چرا باشد دیو دستور (المعجم ص۱۳۳)

رہا مفاعلن کی جگہ حشو و ابتدائی رکن میں مفتعلن کا استعمال تو اس بحر میں اس کی مخالفت نہیں، اور مفتعلن مفاعلن فاعلات میں مفتعلن مفاعلن فاعلات سے کم ثقالت ہے۔ یہ وزن عروض کی کسی کتاب میں [illegible] شعر زیر بحث کے علاوہ شعرا کے [illegible] مفاعلن نہیں۔ کتابوں میں بہت سے اقبل اوزان نہیں دیئے، اصول جو ہیں ان سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس بحر میں کون کون زحافات مستعمل ہیں، اور قدیم شعرا کا [illegible] کلام ضائع ہو گیا ہے، ایرانیوں نے کئی بحریں ایجاد کی ہیں جن میں سے کچھ قبول ہوئیں، اور کچھ [illegible] پرانی بحروں سے نئے اوزان بھی ایران میں [illegible] تخریج کیے ہیں [illegible] فاعلن [illegible] کہ یہ فارسی کی [illegible] اوزان [illegible]

[illegible]

سوال [illegible]

[illegible] فریقین [illegible]

ما بہ النزاع نہیں (تفاصیل راست)

سوال ۹ - بے شک غالب کا اعتراض صحیح ہے، احمد نے اس کے متعلق خاموشی
اختیار کی ہے مگر غالب خود فحش گوئی سے محترز نہیں۔

سوال ۱۰ و ۱۱ - یہ اعتراض پہلی بار درفش میں ہوئے اور فریقین میں
ما بہ النزاع ہیں۔ دونوں اعتراض صحیح ہیں لیکن سوال ۱۱ میں جو اعتراض ہے وہ حاشیہ برہان
میں بھی ہے۔

سوال ۱۲ - ہندوستانی الفاظ بے شک گڑبڑی ہے۔ احمد بھی یہی کہتے ہیں لیکن
اس کے ساتھ ان کا یہ قول ہے کہ "غلط کردن فارسیاں در حرف لفظ ہندی از نا آشنائی زبان است
(ص۲۳) ـــ فارسی میں کاف عربی و فارسی بہ کثرت ایک ہی مرکز سے لکھے جاتے تھے۔ برہان یہ
سمجھا کہ کاف عربی سے ہے۔ یہ غلطی ایسی نہ تھی کہ اس کے متعلق سوال کیا جاتا۔

سوال ۱۳ - چکری کے بارے میں برہان لکھتا ہے "بوزن شتری نوے از زیور
..... و بہ ہندوستان دختران گویند" غالب نے اعتراض کیا تھا کہ "..... در لہجۂ مغلیت .....
چکری ..... گویند ..... نہ چکری" احمد نے جواب دیا ہے کہ ..... "و نیز در بعض الفاظ ساقط شود،
مثل موگھڑ - مالی - سنگر ... دراں بیشتر آوردہ ... " تا زینت شعر جز طریقے سنگر ستہ می خواہد (ص۲۳)
غالب نے تیغ میں دعویٰ کیا ہے کہ "جو علما و شعرا ایران سے آئے لہجہ ان کا ہندی نہیں ہوا املا
اہل ہند کی املا کے موافق رہی (ص۲۴)" یہ زبردستی ہے۔ بہت سے لفظوں کا املا بھی بدلا ہے۔
اردو کے ادبی استعمال سے قبل صحیح املا معلوم بھی یہ مشکل ہو سکتا تھا۔ برہمن ہی کو لیجیے، ہندوستان
کی کس زبان میں املاً اس طرح تھا؟

سوال ۱۴ - "پاؤ" کے بارے میں احمد نے خالق باری کا یہ مصرع

"بد دست ہات و قدم پاؤ کہیے"

(قافیہ جاؤ) پیش کیا تھا (ص۱۳)، غالب تیغ میں اسے تسلیم کیے بغیر کہ یہ امیر خسرو کا ہے، یہ لکھتے
ہیں لو بھئی پانو ... ہو گئے۔ شاہجہاں کے عہد ... یہ زبان نہ تھی (تیغ ص۲۱) اس عہد کی
ہندوستانی زبان کے متعلق غالب کی معلومات کچھ نہ تھی، تحقیق کیے بغیر ایک بات لکھ دی۔
پھر یہ کہ ہندوستانی لغت میں اگر برہان نے غلطی کی اور وہ بھی بہ تتبع جہانگیری تو اس سے اس کی
فارسی دانی پر حرف نہیں آ سکتا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں برہان کو بڑا فارسی داں تصور

کرتا ہوں۔ میری رائے میں وہ تحقیق سے بہت کم واسطہ رکھتا ہے، اور مقلد محض ہے۔

سوال ۱۵۔ احمد کو پیپر رشید کی صحت پر اصرار نہیں (موئید ص۱۴۳) اس لیے اس کے بارے میں سوال فضول ہے۔ احمد کے اس قول کا کہ پریشاں پریشیدن سے ماخوذ ہے غالب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سوال ۱۶۔ یہ اعتراض بھی پہلی بار درفش میں کیا ہے اور فریقین میں مابہ النزاع نہیں۔ شمشیر میں احمد نے اس اعتراض کو صحیح مانا ہے۔ (ص۹۲)۔

(۴) میر ولایت علی کے نام کا خط فیض صفیر (منشیات صفیر) کی اشاعت ثانی سے ماخوذ ہے۔ غالباً اشاعت اول میں یہ خط نہ تھا اور فیض صفیر کا جو خلاصہ حال میں چھپا ہے اس میں بھی یہ خط شامل نہیں۔ صفیر بلگرامی نے اس خط کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ ٹکٹ مونث بھی ہے، لیکن مجھے جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ اس سے ٹکٹ کی تانیث ثابت نہیں ہوتی۔ (خط بنام راقم) میر ولایت علی کے متعلق تحقیقات سے کوئی نئی بات معلوم نہ ہوئی، اور نہ اُس خط کا پتا چلا جو اس سے پہلے غالب نے میر ولایت علی کو لکھا تھا۔ اس خط کا لفافہ البتہ ہم میں محفوظ ہے، اس پر یہ عبارت مندرج ہے:
"در عظیم آباد پٹنہ بہ محلہ کشمیری کوٹھی مطبع عظیم المطابع موصول و بہ خدمت جناب میر ولایت علی صاحب مہتمم مطبع مذکور زاد مجدہ مقبول باد۔ پیڈ ضروری جواب طلب۔" لفافے پر مہر بھی ہے جس کا نقش "غالب ۱۲۷۲" ہے۔ اس لفافے کا عکس جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے اُس مقالے کے ساتھ شائع کیا ہے جس کا عنوان "غالب کے لفافے" ہے اور جو اپریل ۱۹۳۴ء کے ہندوستانی میں چھپا تھا۔ صفیر بلگرامی جلوۂ خضر، جلد ۱ (ص۲۳۲) میں لکھتے ہیں کہ "جب میں نے بوستان خیال کو اردو کرکے اس کی ایک جلد مطبع عظیم المطابع پٹنہ میں چھپوائی اور اس کا اشتہار بذریعہ اودھ اخبار مشتہر ہوا، حضرت غالب نے ایک خط مع اس کی قیمت کے میرے پاس پٹنہ میں بھیجا ہے۔" "ایک جلد بھیجدی" یہ اسی خط کی طرف اشارہ ہے۔ مکتوب الیہ میر ولایت علی ہیں۔ بوستان خیال میں ترجمہ صفیر کی ایک جلد میں نے لڑکپن میں دیکھی تھی۔ اس وقت باوجود تلاش نہ مل سکی۔ غالباً اور جلدیں نہیں چھپیں، لیکن یہ بھی یقین نہیں کہ صفیر نے اور جلدیں بھی ترجمہ کی تھیں۔ فیض صفیر میں "حافظہ معلوم" ہے، یہ غالباً سہو کاتب ہے، "حافظہ معدوم" ہونا چاہیے۔ "میری وحدہ عیب جینیں گفتہ اند" نظامی کا مصرع ہے اور مخزن الاسرار

میں ہے (ص۱۹۱) - مصرع یہ ہے "عیب جوانی پسندیدہ رفتہ اند" - صفیر بلگرامی نے غالب سے
اپنی ملاقات کا مفصل حال جلوۂ خضر جلد ۲ میں لکھا ہے، میں نے اسے غالباً ۱۹۲۷ء میں
رسالہ اردو میں چھپوا دیا تھا۔ اُن کے نام کے اردو خط بھی ہیں، مگر وہ جلوۂ خضر جلد ۲ میں
ہیں اور وہ اس وقت نہ مل سکی۔

(۵) دو فارسی شعروں کے قطعے خود غالب کے قلم سے علی الترتیب کس کے
ورق ۱۷ اور ۱/۲ پر لگے ہوئے ہیں۔ اُن کے عکس جناب خان صاحب قاسم حسین ناظم
کی عنایت سے حاصل ہوئے ہیں، میں اُن کا ممنون ہوں۔

حواشی نظم اردو:-

(۶) پنج آہنگ کی اشاعت اول کے نسخے نہایت کمیاب ہیں۔ اس کا منظوم اشتہار
اسعد الاخبار آگرہ (۱۲ مارچ ۱۸۴۹ء) میں چھپا تھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد
علی الترتیب یہ عبارتیں ہیں: "نقل اشتہار منظوم طبع پنج آہنگ مصنفہ حضرت مرزا
اسد اللہ خاں صاحب بہادر غالب جو اپریل میں قیمت بھیجے تین روپے اور جو بعد
اس کے بھیجے گا چار روپیہ دینے پڑیں گے۔" "مخفی نہ رہے کہ یہ اشتہار بسبیل ڈاک میرے
ایک مخدوم والاشان نے واسطے درج کرنے اخبار کے میرے پاس بھیجا۔" غلام نجف خاں
جن کے نام سے یہ اشتہار ہے غالب کے شاگرد تھے۔ (خطوط ص۲۲۱ و ص۲۲۲)، لیکن یہ
"تلمذ" ظاہرا فارسی نثر تک محدود تھا۔ شاعری کی حیثیت سے اُن کا ذکر کہیں نظر نہیں آیا۔
اشتہار غالب کی طرز میں ہے، اور قریب بہ یقین ہے کہ انھیں کا لکھا ہوا ہے۔ غالب کے
لئے خودستائی کوئی نئی بات نہیں۔ اور اشتہار کی تو ذمہ داری بھی اُن کے سر نہیں۔ یہ
اس بسیط مقالے میں بھی شامل تھا جو میں نے اسعد الاخبار پر معاصر میں لکھا تھا۔ غلام نجف
کے حالات آثار الصنادید اور واقعات دار الحکومت دہلی مصنفہ بشیر احمد مرحوم میں ملیں گے
ان کے والد کا نام محمد مسیح الدین اور اصلی وطن بدایوں تھا، مگر بہت کم سنی ہی میں دہلی

آ گئے تھے۔ اپنے زمانے میں دہلی کے حاذق اطبا میں گنے جاتے تھے، اور ہمارے زمانے کے شفاء الملک حکیم رضی الدین مرحوم اُن کے پوتے تھے۔ اُن کے نام خطوطِ غالب میں ۲۳ خط ہیں، اُن سے بہت گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ غالب اُن کے منہ بولے باپ تھے اور بی امراؤ بیگم کو ماں کہا کرتے تھے (صفحہ ۲۱۹ و صفحہ ۲۲۳)۔ غالب نے اُن کے بیٹے کو جو پوتا لکھا ہے وہ شاید اسی بنا پر ہے (صفحہ ۲۲۳)، مگر غالب اور اُن کے بیٹے میں خون کا رشتہ بھی ہو (صفحہ ۲۲۵)۔ غالب نے غلام نجم الدین خاں اپنے حقیقی بھائی کے نواسے کی رہائی پر غلام نجف کو مبارکباد دی ہے۔ گمان ہے کہ یہ رشتہ بھائی کے ذریعہ سے ہو۔ محمد نجف جن کے نام کا ایک خط پنج میں ہے اور جن کا ذکر اس کے صفحہ ۱۸ پر بھی ہے، اور اُن کے بھائی محمد حمید الدین (صفحہ [illegible] و صفحہ [illegible]) یقین ہے کہ غلام نجف کے اقربا میں ہوں۔

(۷) غالب کے شعر الٰہی بخش خاں معروف (متوفی ۱۲۴۳ھ) نے اُن کی دو غزلوں کو جن میں سے ایک کی ردیف "ہوتے ہوتے تک" اور دوسری کی "کروں یا نہ کروں" ہے، مخمس کیا تھا اور یہ دونوں مخمس دیوانِ معروف میں موجود ہیں۔ دوسری غزل کا مخمس حسن بے نظیر میں بھی چھپا ہے۔ "کروں یا نہ کروں" ردیف والی غزل میں نے مارچ ۱۸۲۶ء کے معیار میں شائع کی تھی۔ یہ اُس زمانے کی غزل ہے جب غالب اسد تخلص کرتے تھے۔ مگر اس میں وہ دقت آفرینی نہیں جو اس عہد کی غزلوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ غالب کے یہاں معروف کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ دو خطوں میں اُن کا ایک ایک مصرع نقل کیا ہے (خطوط صفحہ ۱۸۵ و صفحہ ۲۵۲)، اور ایک میں لکھا ہے کہ معروف نے ایک نئی زمین "شراب تو دے، داب تو دے" نکالی، میں نے حسب الحکم غزل کہی (خطوط صفحہ ۲۳۲)۔ اس زمین میں معروف اور ذوق کی بھی غزلیں ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کہ ذوق سے معروف کا ذکر آزاد کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ آبِ حیات کی اشاعت سے پہلے تاریخ چند ولیہ کا مصنف لکھ چکا ہے: "تلامذ نظر شاعری کے شیخ محمد ابراہیم ... ہندی" (ذوق ہندی ؟)
[illegible] ذوق سے [illegible] ۱۲۶۲ [illegible]
مستقل طور پر دہلی میں اقامت گزیں ہوئے تو اُن کا قیام معروف کے ساتھ تھا۔ شعر کے متعلق جو حکایت یادگار میں ہے (صفحہ ۱۰۱) مجھے مصنوعی معلوم ہوتی ہے۔

(۸) یہ دو شعر جو میر سعادت علی کی ہجو میں ہیں لطائف سے ماخوذ ہیں (لطیفہ ۲) سعادت اتنے غیر معروف آدمی نہ تھے جتنا کہ لطائف کے دیباچہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ میر منشی دفتر فارسی محکمۂ عالیہ صاحب انتظام کل امور ..... متعلقہ ..... راجستان رہ چکے تھے، اور انھیں لطائف میں "تو سر رشتہ دار معزول" (لطیفہ ۲) لکھا تو یہ غالباً صحیح نہیں۔ غالب نے تیغ میں (۱۲۱) انھیں دولت مند بتایا ہے، غلط ہوگا۔ غالب سے ذاتی تعلقات بھی ہو گئے ورنہ وہ سعادت کی بنائی ہوئی مسجد اور کنویں کا قطعۂ تاریخ نہ نظم کرتے (سبد ص ۲۱)۔ سعادت کی کتاب "شرف" ۱۲۸۰ھ میں شائع ہوئی تھی، مطبع احمدی دہلی (کذا) نے اسے چھاپا تھا۔ یہ خیال کہ یہ مطبع سراجی کے مالک تھے صحیح نہیں۔ ان کی وفات تیغ کی تصنیف سے کچھ قبل و توسط میں آئی تھی، اس میں ان کا ذکر بصیغۂ ماضی ہے۔ محرق کی وجہ تصنیف انھوں نے یہ بیان کی ہے کہ میں نے ایک کتاب "حدائق العجائب" لکھی تھی اور اس کی تصنیف میں برہان سے بھی مدد لی تھی۔ قاطع میں جن لغات پر اعتراض ہیں ان میں سے ۴۴ حدائق العجائب میں بھی تھے۔ رشیدی، جہانگیری وغیرہ کی طرف رجوع کیا تو اعتراض غلط نظر آئے اور دفع اعتراض ہائے غالب کے لیے یہ کتاب تحریر کی۔ سعادت نے بہت سی باتیں ٹھیک لکھی ہیں۔ لیکن ان کی طرز تحریر لچر ہے اور آسانی سے اس کی تفہیم کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے غالب سے برہان کا انتقام بھی لینا چاہا ہے۔ اور اس کا اصولاً انھیں حق نہ تھا۔ سب سے زیادہ قابل اعتراض دو باتیں ہیں۔ ایک تو غالب کو کنایۃً عبدالصمد کا معشوق قرار دینا (تفصیل راست رُس عبارت کے علاوہ جو شت میں نقل ہوئی ہے ایک اور عبارت سے یہ مطلب نکلتا ہے ص ۱۱۵)، دوسرے یہ تحریک کرنا کہ غالب حکیم محمود خاں سے اپنے "اختلال حواس" کا علاج کرائیں۔ سعادت نے یہ بھی لکھا ہے کہ غالب کا کلام قدر کا مستحق نہیں غالب ان کے لہجے کے بہت شاکی ہیں۔ "یہ مناظرہ ہے یا پیکار؟ صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہیجڑا تالیاں بجا کر گالیاں دیتا ہے یا ایک مشرقی کسی نے چھیڑ دیا ہے" (لطیفہ ۲)۔ نامۂ شیرازی کے نام کے خط میں بھی اس قسم کی باتیں کہی ہیں (پنج آہنگ ص ۱۱۱)۔ غالب نے دو رسالے دوسروں کے نام سے محرق کی تردید میں لکھے۔ رسالۂ عبدالکریم اور لطائف۔ تیسرا رسالہ دافع ہذیان اگرچہ خود غالب کے قلم سے نہیں لیکن میرا قیاس ہے کہ ان کے کسی معتقد کی تحریک

سے تحریر ہوا ہے۔ رسالہ عبدالکریم کی نقل مجھے جناب حبیب پرشاد نے عنایت کی ہے۔ ان تینوں کے متعلق غالب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "تین دوستوں نے مؤلف محرق پر ... جوتی پیزار کی ہے" (عود ص۲۱)۔ ان کے لہجے کی نسبت اس سے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ حالی نے لکھا ہے کہ مرزا سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ق کا جواب نہیں دیا۔ مرزا نے کہا "اگر کوئی گدھا تمہارے لات مار دے تو کیا تم بھی اس کے لات مار دو گے؟" (یادگار ص۵۲) یہی بات رسالہ عبدالکریم میں محرق سے متعلق ہے۔

(۹) (الف) بیچارہ ... پاؤں؛ مروجہ دیوان میں اس زمین میں ایک غزل ردیف واؤ میں موجود ہے مگر یہ شعر اس میں نہیں ہے۔ میں نے اسی [illegible] محسن لکھنوی سے لے کر معیار بابت پٹنہ (جولائی و اگست ۱۹۳۶ء) میں شائع کیا تھا۔ تفاصیل اس میں ملیں گے۔ حال میں آرزو صاحب نے دیوان اردو کا ایک قلمی نسخہ مجھے بھیجا ہے۔ جو بظاہر اشاعت ثانی کی نقل ہے۔ اس میں بھی یہ شعر ملتا ہے۔ غالب نے بظاہر پست سمجھ کر اسے اشاعت ثالث سے خارج کر دیا۔ مروجہ دیوان اسی پر مبنی ہے۔

(ب) کوئی ... (صاحب لطائف کے لطیفہ ۱۰ سے ماخوذ ہے۔

حواشی نثر فارسی

(۱۰) قاطع برہان کی تقریظ اس کے صفحہ ۹ پر ہے اور اس کا عنوان تقریظ مصنف ہے۔ تقریظ کے معنی لسان العرب (جلد ۹ ص۲۴۳) میں مدح الانسان وہو حی لکھے ہیں۔ خود مصنف اپنی کتاب کی نسبت جو [illegible] ظاہر کرے اسے تقریظ کہنا ٹھیک نہیں۔ اس تقریظ کے الفاظ سے نتیجہ نکل سکتا ہے کہ قاطع کے چھپنے کے لئے نواب یوسف علی خاں کا [illegible] افسانہ مختصر ہے (تفاصیل [illegible]) [illegible] تقریظ جس بیت سے شروع ہوتی ہے (ص۲۹) "چشم نادیدہ گنج" جامی کا ہے [illegible] الکمال کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ رباعی جس کا مصرع آخر [illegible] نہیں تقریظ کا آخر میں ہے جس کا نقش [illegible] نجم الدولہ دبیر الملک [illegible] نظام جنگ ۱۲۷۳ھ ہے۔ قاطع کا چھپا ۱۲۷۸ھ میں [illegible] سال

الطبائع غلط بتایا ہو' درفش ۱۲۸۲ھ میں چھپی ہے' اس کا سنہ بھی حالی نے صحیح نہیں لکھا (یادگار ص۱۷۹)۔ یہ بات عام طور پر معلوم نہیں کہ قاطع کی کتابت شیخ امیراللہ تسلیم نے کی تھی۔ ان کا تخلص درج نہیں، لیکن خط انھیں کا ہے اور وہ فارسی مثنوی جو غالب اور قاطع کی مدح میں انھوں نے لکھی ہے اور قاطع میں موجود ہے تسلیم کے طرز میں ہے۔ مزید یہ کہ تسلیم کا اس زمانے میں نول کشور کے یہاں کتابت کرنا ثابت ہے۔ تسلیم کے استاد نسیم کی ایک مثنوی بھی قاطع میں ہے۔ انھوں نے عجائب دلربا ارشاد غالب سے عیسوی سال طبع نکالا ہے۔

(۱۱) سفرنگ دساتیر: محمد نجف علی خاں کی تصنیف ہے۔ ۱۲۸۰ھ کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مصنف نے یہ التزام تو نہیں کیا کہ عربی الفاظ نہ آنے پائیں، لیکن دساتیری الفاظ کے برتنے سے احتراز نہیں کیا۔ غالب کی تقریظ سے پہلے یہ عبارت ہے: تقریظ کہ والا فرگاہ خرد ہی راز آگاہ ستودہ گفتار سخن پرور سرمایۂ نازش کمال مہر جناب مرزا اسد اللہ خاں المتخلص بہ غالب المشہور بہ میرزا نوشہ ادام اللہ تعالیٰ مجدہم بریں نامہ نگاشتہ" ان کا ترجمہ تذکرہ میں یوں درج ہے:

خستہ دہلوی تخلص مولوی محمد نجف علی خاں ابن قاضی محمد عظیم الدین خاں مرحوم قاضی قصبۂ جھجر استاد نواب ناظم بہادر مرشد آباد و مہاراجۂ الور است مدتے بہ رفاقت نواب محمد وزیر خاں بہادر و نواب محمد علی خاں بہادر والیان ٹونک بودہ۔ ادیب بے نظیر و محقق بے مثل زبان عربی و دری ست۔ حال علم و فضل و ذہن و ذکالیش از تالیفات کثیرہ اومثل تفسیر غریب بہ عبارت فارسی و شرح غیر منقوط بر مقامات حریری بزبان دری و شرح تحفۃ العراقین ...... بہ زبان دری و شرح دساتیر مسمّیٰ بہ سفرنگ دساتیر بہ زبان فارسی و تاریخ غدر ہندوستان بہ زبان دری مسمّیٰ بہ دیدۂ نوادو وزیر نامۂ منظوم بہ زبان دری بنام محمد وزیر خاں والی ٹونک و نظم ترجمۂ متنبہات؟ ابن حجر عسقلانی و حاشیۂ مطول بہ زبان عربی و حاشیۂ ہدایۂ فقہ و توضیح المعانی و ایضاح البیان و بدیع البدیع و لب الالباب و خلاصۃ الافکار، و شرح شرح چغمینی و تذکرہ شق القمر و دری کشا و زبدۃ الغرائب و تکملۂ صولت فاروقی منظوم بزبان دری و قصۂ ہیرو رانجھا منظوم، و ترجمۂ تقویت الایمان بزبان عربی و تاریخ مرشد آباد و شرح نل دمن فیضی بزبان دری و ترجمہ انجیل وغیرہ تواں دریافت۔ تقریظ... بر رسالۂ شاہد عشرت... نگاشتۂ قلم... اوست۔ بارہا ملاقاتش در مرشد آباد و بنارس

دبیر معلوم دست دادہ۔ از احباب آگاہی رافت ... حکیم حبیب الرحمن مرحوم نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ارمغان نشاط ... چھپے دیوان میں ان کی وفات کا قطعۂ تاریخ ہے جس کا مصرع آخر یہ ہے: "زد رستم منزل خستہ ..." اس سے ۱۲۹۸ نکلتا ہے۔

صبح گلشن میں ہے کہ "نجف مولوی نجف علی خاں ازاد ... تخلص ... [illegible] بر ... انیش استیلا داشت و در فکر ترقی جاہ و منصب قدم از ریاست ... [illegible] ... تو رواقرا ... در سلک نظم در آوردہ و ... ہفت پیکار (کذا) ... دیگر ... کردہ ... پنج شش سال قبل ازیں ... عدالت دیوانی بود ... می گویند کہ ملازمت ... والی ... اختیار نمود" [illegible] غالب سے آپ کی ملاقات نہ تھی (اردو صفحہ ...) [illegible] غالب [illegible] کی تحریک سے ۱۲۸۱ھ میں سعادت کی مخالفت میں [illegible] کی ہے اور وہ بھی بیشتر ... [illegible] سے گیا ہے ... میرے پاس جو اس کی نقل ہے وہ جناب سید بشیر حسین زیدی القاب وزیر اعظم ریاست رام پور کی اجازت سے کتب خانہ ... کے نسخے سے لی گئی ... میں ان کا شکریہ ... ہوں۔ یہ مختصر اپنی نثر میں ... [illegible] ... اور ... کے علاوہ اور ... بھی اختیار کی ... [illegible] ... غالب ہیں اور ان میں ... [illegible] ... کی تعریف میں بڑا مبالغہ کیا ہے ... [illegible] ... اشعار ہیں وہ ... غالب ... کے ہیں اور ... [illegible] ... نہیں ہیں۔

(۱۷) [illegible] ... [illegible] ... [illegible] ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حواشی نظم فارسی :-

(۱) [illegible] مثنوی وفا جو ہر اللہ [illegible] دریا دل کے نام سے ماخوذ اور اس کے ورق [illegible] کے حاشیے پر درج ہے۔ اس کا عنوان "یا اسد اللہ غالب" ہے، اور غالباً خود غالب کی لکھی ہوئی ہے۔ [illegible] ذکر کتب خانۂ مشرقیہ بانکی پور کی اس فہرست میں ہے جو [illegible] فارسی گو شعرا کے [illegible] مخصوص ہے۔ فہرست نگار کا یہ بیان صحیح نہیں کہ کاتب نے سال کتابت [illegible] لکھا ہے۔ اس نے قطعہ تاریخ کے بند سے [illegible] ۱۲۵۵ھ توقیم ہے کتاب کی آخری سطر یہ ہے: بارہ دوہم [illegible] الاخر سنہ یک ہزار و دوصد و پنجاہ و چہار ہجری دہلی از خط بدخط جھمل لال [illegible] "فہرست نگار کی نظر [illegible] مقامات جو غالب کے ہاتھ کی تحریریں ہیں ان پر نہیں پڑی۔ [illegible] کے پانچ خط [illegible] غالب کے [illegible] ہیرا سنگھ کے [illegible] غالب [illegible] نواب احمد بخش کی سرکار سے متعلق تھے۔ مگر اس کے باوجود غالب اعتماد کا اہل سمجھتے تھے۔ بعد کو بیگم سمرو کے سفیر بھی ہو گئے تھے (دیکھیے [illegible])۔ اپریل [illegible] کے ایک خط میں غالب لکھتے ہیں کہ یہ "آفتاب سرکوہ" ہے (خطوط [illegible])۔ تعجب نہیں کہ [illegible] کے بعد ان کی وفات ہوئی ہو۔ [illegible] کے نام کے متعلق عام معلومات کا ماخذ جناب شیخ محمد اکرام کا غالب نامہ ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ اس کا نام "مے خانۂ آرزو" ہے۔ [illegible] دوسرا نسخہ "مے خانۂ آرزو" یا کوئی دوسرا خاص نام کسی پر مرقوم نہیں [illegible] کی تائید [illegible] بیان کیا ہے "مے خانۂ آرزو نہیں" مے خانۂ آرزو سرانجام [illegible] موسوم تھا جیسا کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے: "دراں ایام دیوان کہ مسمیٰ بہ مے خانۂ آرزو سرانجام است تازہ فراہم آمدہ و پیرایۂ اتمام پوشیدہ" یہ نسخہ [illegible] کے نام میں اس مثنوی کے سوا کوئی [illegible] مثنوی نہیں، اور یہ مثنوی جہاں تک مجھے علم ہے کلیات کے کسی دوسرے نسخے میں نہیں۔ [illegible] میں خطاب [illegible] سے ہے، اور مطالب ان کے والد کی طرف سے ہیں۔

[illegible] جناب عرشی زادہ [illegible] کراچی۔

جوہر کے نام کے ۳ فارسی خط پنج میں اور اتنے ہی اردو خط خطوط میں ہیں۔ جناب سید وزیر الحسن عابدی مجھ سے کہتے تھے کہ اُن کے نام کے غیر مطبوعہ خطوط موجود ہیں۔ غالب کے کلیات فارسی میں ایک رباعی ہے جس میں جوہر اور سے کش کی تعریف کی ہے (ص۱۱۵)
جوہر کے قطعات تاریخ اُردو، قاطع، درفش اور لطائف میں موجود ہیں اور مقدم الذکر کی اشاعت کے محرک اولین یہی تھے۔ اُن کا کلام زیادہ نہیں ملتا۔ تذکرہ میں ہے کہ پانچ چھ برس قبل انتقال کیا۔

(۱۴) غالب نے لکھا ہے کہ "پنج کا دل بہ فن تاریخ دمعما نہادہ ام" (پنج ص۱۹) لیکن تین ہی کے حل او پر کلام میں موجود ہیں پہلی کا حل عبد اللہ ہے 'بد' پر چشم یعنی 'عین' کا اضافہ ہوا تو 'عبد' بنا یہ خدا یعنی 'اللہ' تک پہنچا تو 'عبد اللہ' ہو گیا۔ دوسرے کا حل کمال ہے۔ 'کلام' کا کاف اپنی جگہ پر رہا' اور لام مقلوب ہو گیا 'کمال' بن آیا تیسرے کا حل 'شیخ کمال' ہے۔ 'نیم شب شیخ بستہ' = شیخ 'گذرگاہ خرام' یعنی م اور سرآب یعنی الف م اور ل کی درمیان آیا 'شیخ کمال' ہو گیا۔

(۱۵) رباعی سید چیں کی اشاعت اول سے ماخوذ ہے۔ جناب مالک رام کی اشاعت سے خارج ہے۔ نہ معلوم کس کی ہجو ہے۔

(۱۶) (الف) 'این نسخہ ... خرچنگ' لطائف کے سرورق پر ہے 'یقین ہے کہ غالب کا ہو۔ لطائف میں غالب کا ایک فارسی شعر اور ہے' مگر اس قدر بیہودہ کہ میں نے اسے 'آثار' میں شامل نہیں کیا۔

(ب) 'لاجرم ... پیرامن' اس شعر کی شان نزول یہ ہے: امیر حسن خاں بسمل (متوفی ۱۲۶۳ھ) عاشق علی خاں کاکوروی (متوفی ۱۲۵۶ھ) کے بیٹے تھے جس زمانہ میں غالب کلکتہ پہنچے ہیں' وہاں مؤخر الذکر شاہ اودھ کے سفیر تھے' اور ان سے غالب سے تعلقات تھے (پنج ص... و ص۹۵)' بسمل سے بھی کلکتہ میں ملاقات ہوئی ہوگی' پنج میں بسمل کے نام کے دو خط ہیں' اور ان کی مدح میں ایک رباعی کلیات میں ہے (ص۵۰۸)' ان میں سے ایک خط (ص۹۸) اور مظفر حسین خاں کے نام کے ایک خط (ص۹۸) سے معلوم ہوتا ہے کہ بسمل غالب سے ناراض ہیں اور وہ انھیں منانا چاہتے ہیں [illegible] تذکرہ [illegible] حافظ محمد علی حیدر

(طبع ۱۹۲۷ء) میں یہ درج ہے کہ بسمل نے تعلّی میں یہ شعر کہا تھا:

'حملہ زاعند شاعران جہاں لیک یک طوطی شکرخا من'

غالب نے سُنا تو وہ شعر کہا جس کا قافیہ میرامن ہے۔ اس کے بعد مراسلات ہوئے اس سلسلہ میں جو آخری خط غالب نے لکھا تھا اُس میں وہ مشہور رباعی تھی جو کلیات میں ہے۔ مصنّف نے اپنے بیان کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا، لیکن یہ لکھا ہے کہ بسمل نے ۱۲۶۰ھ میں "پنج کے جواب میں پنج گلبن تصنیف کی تھی"۔ عجب نہیں کہ اُن کا ماخذ یہی ہو۔ تذکرہ مشاہیر کاکوری کمیاب کتاب نہیں، مگر اس پر بھی میرامن والے شعر اور اُس کی شانِ نزول سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس شعر کے آثار میں شمول کی یہ وجہ ہوئی۔

تقد

حصہ دوم

ان بے شمار خطوط کے علاوہ جون ایس ہی علی اکبر خاں کے نام کا ایک خط (تاریخ [illegible])
خانگی [illegible] کی اصل عبارت اور باد مخالفت کی اولین روایت ہے۔ [illegible] کے
متعلق میرا ایک مقالہ [illegible] جرنل ایشیاٹک سوسائٹی [illegible] میں چھپ چکا ہے۔ ان اس
وقت پیش نظر نہیں ہے اور اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کامیاب
نہ ہوئی۔ ان سے اس کے [illegible] کا حال نہیں کھلتا۔ [illegible]
ملازمی کو [illegible] پرستش کو [illegible] کو [illegible]
لکھتے ہیں۔ [illegible] غالب کی [illegible] سے [illegible] ہے
کہ [illegible] لکھا تھا [illegible] حکیم حبیب الرحمن مرحوم نے اپنے [illegible] میں ان کو
شائق جہانگیر نگری کا مجموعہ لکھا تھا۔ اس کا مطلب ظاہر ہے [illegible] وہی اس کے
مرتب تھے۔ ان ان کے خط میں شائق کی کم علمی کا بھی ذکر ہے۔ شائق سے اس مجموعہ
کی کسی قسم کا سروکار بالکل مستبعد نہیں۔ [illegible] کے ساتھ شائق کے خطوط کا ایک [illegible]
ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ [illegible] شائق [illegible] غالب [illegible] سرقہ کیا ہے۔ [illegible]
خطوط کی عبارت [illegible]۔ آخر دو [illegible] کی عبارت [illegible]
[illegible] کہ [illegible]۔ بالخصوص [illegible] کے ساتھ شائق کے [illegible]

(۱) ان میں بنیاں، شائق، خواجہ محمد حسن، خواجہ غلام غوث اور ایک [illegible] الاسلام مکتوب
الیہ کے نام کے خطوط ہیں۔

مرزا احمد بیگ شائق دہلوی نواب احمد بخش خاں کے [illegible] کے سلسلے
([illegible] صفحہ ۱۵) میں تھے شائق [illegible] اور صدر [illegible] کلکتہ کے [illegible] تھے (سخن صفحہ ۳۰۲)
اور [illegible] زندگی [illegible] صفحہ ۱۵) [illegible] غالب
سے [illegible] غالب نے [illegible] میں [illegible] صفحہ
[illegible] لیکن [illegible] خاں [illegible]
[illegible] شائق [illegible]
[illegible]
[illegible]

بہت گہرے تعلقات ہو گئے تھے۔ اور تپاں نے غالب کو اپنے ساتھ ٹھہرانا چاہا تھا مگر
غالب اس پر راضی نہ ہوئے (خط ۳۰) دہلی پہنچ کر کچھ دن کے بعد غالب کو یہ گمان ہوا کہ
[illegible] کے معاملے میں مرزا افضل بیگ نے جو ان کی طرف سے مرزا حاجی کے معاملے کا سرکار میں
[illegible] تپاں [illegible] ... وہ کوشش [illegible] بر انگیخته [illegible] معنی
[illegible] از [illegible] نمود [illegible] احسان [illegible] مرزا صاحب بدیں معاملات
[illegible] باشند [illegible] (متفرقات صفحہ ۹۳)
[illegible] تپاں کی شکایت کی ہے [illegible] ... صریح دانستم
[illegible] افضل بیگ [illegible] مسدود [illegible]
(متفرقات صفحہ ۹۵) [illegible] صفائی ہو گئی [illegible] تپاں [illegible]
[illegible] کہ وہ افضل بیگ کی وفات کے بعد کلکتہ میں شاہ دہلی
کے [illegible] (متفرقات ۱۰۴) تپاں کی موت کے بعد غالب نے شیفتہ
سے [illegible] کہ تپاں کا حال اور کلام اپنے تذکرے میں درج کریں (پنج آہنگ صفحہ ۶۵)
[illegible] صورت نہ تھی۔ ظاہر ہے سرور کی زندگی میں ان کے تذکرے کے لیے
تپاں کا جو کلام غالب نے دیا تھا وہ اور اس میں کسی وجہ سے شامل نہ ہو سکا یا اتفاقاً
سرور کے اتلاف سے شیفتہ کو نہ مل سکا۔ غالب نے ایک اردو غزل تپاں اور
قاسم کی طرح میں کہی ہے (متفرقات صفحہ ۱۰۵) اور شیفتہ کے خط میں انھیں
شاعر زادہ گو لکھا ہے۔ ان کا دیوان [illegible] سے دیکھا تھا مگر اب اس کا پتا نہیں
[illegible] اور دیوان جہاں میں جو کلام ہے وہ کچھ بلند پایہ نہیں۔ [illegible]
نے سال وفات ۱۲۳۵ھ لکھا ہے لیکن یہ صحت سے دور ہے۔ غالب نے
[illegible] اپنے اس خط میں جس کا ذکر اوپر آیا ہے [illegible] کی اطلاع
[illegible] کے انتقال کو چار سال [illegible]
[illegible] سال وفات کا
[illegible] غالب [illegible]
[illegible] تپاں [illegible] وہ راجہ [illegible]

لہ [illegible] چھپا تھا اس میں سوا ۱۲۵۰ کی جگہ ۱۲۶۰ [illegible] ہے۔

۱۸۳۲ء میں پڑتی ہے، مگر جنتری میں اس دن ہجری تاریخ ۱۲ شوال دی ہے۔ یہ متیقن ہے کہ ان کی تاریخ وفات ۱۵ مارچ ۱۸۳۲ء سے چند دن قبل ہے۔

تپاں کے نام ۲۰ خط متفرقات میں ہیں پنج یا اردوے معلٰی وغیرہ میں ان کے نام کا کوئی خط نہیں۔

فیض الدین حیدر عرف حیدر جان کا ذکر ان کے بعض خطوط کے سوا غالب کی اور کسی تحریر میں نہیں ملتا۔ دل [illegible] میں مرقوم ہے "شائق خواجہ حیدر جان پسر خواجہ علیم اللہ (کذا) باشندہ جہانگیر شاگرد غالب:—

یوں ہی تو اب بنا اور بگڑ گیا   جیسے کہ بس حباب بنا اور بگڑ گیا
شیشہ گری ہے نا بجھ سے جو تقدیر شیشہ   اشک کا اس ہو بنا ہل ہی جو تیر شیشہ"

سراپا سخن کا مصنف لکھتا ہے:— "خواجہ فیض الدین عرف حیدر جان شائق ولد خواجہ خلیل الدین باشندہ ڈھاکہ وارد دہلی شاگرد... غالب" صفحہ ۱۹۰ (دو شعر دیے ہیں)۔ نگارستان سخن میں ہے:— خواجہ فیض الدین معروف بہ خواجہ حیدر جان ابن خواجہ خلیل اللہ... بست و چہار سال ست کہ ازیں جہاں گذران گذشتہ این یک شعر از و رسیدہ:—

نمیں بود خو بیا بعد قتلم   بعد ازاں کہ از کشتگان من است ایں"

سخن میں ہے:— "شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان... ولد خواجہ خلیل اللہ... شاگرد... غالب۔ شعر فارسی و اردو دونوں کے پیدا رد ہوتے ہیں ایک چھوٹا سا دیوان ان کا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہو گئے کہ فوت کی۔ کلکتہ میں بھی آتے تھے"۔ تذکرہ [illegible] میں ہے:— "... ابن خواجہ خلیل اللہ کشمیری... بذریعہ خط و کتابت اصلاح گفتہا سے خود [illegible] از... غالب... گرفت۔ بہر دو زبان... اشعار [illegible] گوید۔ دیوان ریختہ اش از نظر گذشتہ بیست و شش سال است کہ... [illegible] رسالہ آباد و ڈھاکہ (مارچ ۱۹۲۳ء) میں تحت عنوان شعرائے ڈھاکہ اور شعرا کے سے ان کا [illegible] پہنچ اس کا خلاصہ ہے کہ خواجگان [illegible] خواجہ خلیل اللہ خاں کے فرزند

ـــ

لہ [illegible] کیا [illegible] دیا [illegible] وہاں سے [illegible] تصنیف ۱۲۸۳ھ [illegible]

علم عربی و فارسی کی باقاعدہ تحصیل کی تھی، غالب سے بذریعۂ خط و کتابت تلمذ حاصل کیا تھا۔ غالب نے انھیں طوطیِ بنگال (کذا) کا خطاب دیا تھا۔ آغا احمد علی اور غالب کے معرکے میں بھی شریک تھے مگر اب اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ اصلی نام فیض الدین حیدر ہے، جو کبھی اختصار کے بعد فیض الدین ہو جاتا ہے۔ والد کا نام علیم اللہ عرف فیض اللہ ہے۔ دہلی جانا ثابت نہیں، اور غالب سے کلکتے میں ملاقات کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اس بات کی کوئی سند نہیں کہ غالب نے انھیں کوئی خطاب دیا تھا یا انھیں نے غالب کا خطاب ان کو لکھا تھا۔ سال وفات کی تعیین مشکل ہے۔ مگر یقینی ہے کہ انیسویں صدی کی آٹھویں دہائی میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ن ا میں ان کے نام صرف ایک خط ہے۔

خواجہ محمد حسن ناظر انتقی محمد حسن سے جن کے نام پنج میں متعدد خطوط ہیں اور جن کا ذکر اردو کے ایک خط میں ہے (خطوط صفحہ ۹۰) ظاہراً مختلف ہیں۔ خواجہ محمد حسن اور ان کے بھائی خواجہ فخر اللہ کے متعلق ن ا میں جو کچھ ہے اس کے علاوہ فی الحال کچھ نہ معلوم ہو سکا۔

۳۔

ن ا میں سراج الدین احمد، ابوالقاسم، مرزا اکبر بیگ، مرزا افضل بیگ، نواب علی اکبر خاں، آغا محمد حسین، حکیم صادق علی خاں، حکیم سید احمد علی خاں، محمد علی، خواجہ مستقیم، راؤ پیشوا بابا، نواب حسام الدین حیدر خاں، محمد حسن، سید عالم علی خاں، رحم علی جانو، اور قتیل کے نام آتے ہیں مگر ان لوگوں کے نام کوئی خط نہیں۔ ۱؎

سراج الدین احمد غالب کے خاص الخاص دوستوں میں تھے (عود صفحہ ۱۶۶) مجھے نہیں معلوم کہ یہ ثابت ہو (متفرقات صفحہ ۳۵ و صفحہ ۸) عبدالکریم میر منشی دفتر کو فارسی یا ظہیر الدین خاں یا دونوں سے رشتہ داری ہوتی بھی تو دور از قیاس نہیں (متفرقات صفحہ ۱۸۱، ۲۰۰، ۲۴۲، خطوط صفحہ ۳۹۲) جس وقت غالب کلکتہ گئے ہیں یہ اعیان دفتر پولیٹیکل سے تھے (خط ۳۲) اس کے بعد بھی شاید زندہ ہی تھے کہ یہ زینت بخش پیش گاہ صدر عدالت ہو گئے تھے۔ (خط ۳۲) جناب عرشی کا یہ قول کہ کارہ بار کے

۱؎ بعض خطوں سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ لکھنؤ مسکن تھا (پنج صفحہ ۶۲)

سلسلے میں مقیم کلکتہ تھے (غالب صفحہ ۱۱۶) صحیح نہیں۔ گل رعنا کی ترتیب ان کی تحریک سے ہوئی اور اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے۔ دیوان فارسی میں بھی انھیں یاد کیا ہے:۔

"باسراج الدین احمد چارہ جز تسلیم نیست ورنہ غالب می گزید ذوق غزل خوان مرا"

مقطع کی ابتدائی شکل ہے۔ دیوان مرتبہ میں مصرع آخر میں کچھ تغیر کیا ہے۔ ان کے نام کے ۲۰ خط پنج میں اور ۱۲ متفرقات میں ہیں۔ ان میں سے گیارہ دونوں میں مشترک ہیں۔ غالب نے اوائل ۱۸۵۹ء میں دستنبو کا ایک نسخہ انھیں بھجوایا ہے اور ایک خط میں جو رمضان ۱۲۷۸ھ کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے، ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ (عود صفحہ ۱۶۶)۔

ابوالقاسم خاں۔ قاسم کے متعلق عبدالقادر خاں رامپوری اپنے روزنامچے میں لکھتے ہیں کہ "عالی خاندانست، مولدش شاہ جہان آباد است، و چندے بہ لکھنؤ بود، آخر دانہ بہ کلکتہ رسانیدہ معاش خود در خور لیاقت داشت" (صفحہ ۴۰ و صفحہ ۴۱)۔ دیوان جہاں (نسخۂ کلکتہ) میں ہے کہ "خاندان شاہی سے کچھ قرابت رکھتے ہیں۔" نسخۂ دلکشا کے مصنف کا بیان ہے کہ "خاندانِ بادشاہی سے تھے۔" نساخ نے انھیں شہزادہ لکھا ہے اور تیمور کی اولاد میں بتایا ہے (سخن صفحہ ۳۷۰)، لیکن شہزادہ ہونے کے لیے تیموری ہونا کافی نہیں، اور نہ نساخ کے علاوہ کسی نے انھیں شہزادہ لکھا ہے۔ غالب سے غالباً کلکتہ کی ملاقات تھی، غالب کی مدحیہ غزل میں جس کا ذکر تپاں کے حال میں آیا ہے ایک شعر ہے:۔ ہم سخن اور ہم زباں حضرت قاسم و تپاں // ایک تپش کا جانشیں درد کا یادگار ایک۔ (متفرقات صفحہ ۱۰۵) اگر درد کا یادگار سے یہ مراد ہے کہ درد کے بے واسطہ شاگرد تھے تو غالب سے عمر میں بہت بڑے ہوں گے۔ ایک قطعہ قاسم کا بھی غالب کی مدح میں ہے مگر اس کا تعلق غالب کی شاعری سے نہیں۔ ظاہراً اس کے ساتھ جو خط بھیجا تھا اس میں یہ بھی تھا کہ کوئی غلطی ہو تو درست کر دیں (متفرقات صفحہ ۱۱۳) اور غالب نے اپنے منظوم جواب میں اس کی ایک غلطی کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔ ظاہراً قاسم منشی الملک کے متوسلین سے تھے (متفرقات صفحہ ۰ و صفحہ ۱۰۵) غالب کے خطوں میں ان کی وفات کا ذکر نہیں، لیکن تپاں کی وفات کے کچھ بعد تک زندہ

۱؎ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ عبارت آرزو صاحب کے ایک خط سے ماخوذ ہے۔

تھے، ان کے ایک لڑکے کی وفات کی طرف بھی بعض خطوں میں اشارہ ہے (متفرقات صفحہ ۹۱ و صفحہ ۹۳)۔ دلگشا میں ان کا ذکر اس طرح ہے کہ گویا مر چکے ہیں۔ قرینہ ہے کہ تپاں کی وفات کے کچھ بعد راہی عدم ہوئے ہوں گے۔ پنج و غیرہ میں ان کے نام کا کوئی خط نہیں۔ متفرقات میں ۲۰ خط ہیں، نامۂ منظوم مزید برآں۔

مرزا اکبر بیگ سے غالب کی حقیقی بہن بیاہی تھیں، خط ۲ سے پتا چلتا ہے کہ جس زمانے میں یہ لکھا گیا ہے یہ بھی کلکتے میں تھے۔ غالب کی کسی اور تحریر میں ان کا ذکر نہیں۔

مرزا افضل بیگ مرزا اکبر بیگ کے بھائی اور کلکتے میں اکبر ثانی کے سفیر تھے۔ غالب کا کوئی خط ان کے نام کا موجود نہیں، لیکن دوسروں کے خطوں میں ان کا ذکر بہت ملتا ہے۔ غالب جب تک کلکتے میں رہے ظاہراً ان سے کوئی شکایت ہوئی، لیکن واپسی کے بعد لکھا ہے کہ یہ اپنے خواہر زادوں (اولادِ مرزا حاجی) سے رشوت لے کر ان کے ہمدرد ہو گئے ہیں اور غالب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں (متفرقات صفحہ ۳۹) ان کی وفات تپاں کے انتقال سے پہلے ہوئی ہے اور یہ جس سنہ ہجری میں ہو صفر کے آخری چہار شنبے سے پہلے تھی (متفرقات ۶۰)۔

نواب علی اکبر خاں مصنف سیر المتاخرین کے حقیقی بھتیجے اور ہوگلی کے امام باڑے کے متولی تھے۔ غالب ان کے پاس محمد علی صدر امین باندہ و برادر سراج الدین علی خاں قاضی القضاۃ کلکتہ کا خط لے کر گئے تھے اور ان کے بہت مداح ہیں۔ تین بار ہوگلی جانے کا پتا غالب کے خطوں سے ملتا ہے۔ غالب کا بیان ہے کہ جب کلکتے میں ان پر اعتراض ہوا تو انھوں نے اور محمد محسن نے جواب دیئے تھے اور ان دونوں کی تحریک سے باد مخالف لکھی تھی (پنج صفحہ ۸۰) شاد نے اس سلسلے میں حیاتِ فریاد میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کے لیے وہ اپنے تخیل کے رہینِ منت ہیں۔ سالِ وفات کا ابھی تک پتا نہیں چلا۔

اسٹرلنگ کے لیے غالب کے صفحات ۴۵، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۰ ملاحظہ ہوں۔

آغا محمد حسین کلکتے میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ خانم صاحبہ، جن کا ذکر متفرقات کے صفحہ پر ہے ظاہراً یہی ہیں۔ قاسم کی طرح یہ بھی ہنری الاک کے متوسلین سے تھے (متفرقات صفحہ ؟) غالب سے کلکتے میں گہرے تعلقات ہو گئے تھے مگر وہ یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں

افضل بیگ نے انھیں بھی نہ ملا لیا ہو متفرقات صفحہ ۹۵ - ان کے اور حالات معلوم نہ ہو سکے۔ غالب کا ان کے نام کوئی خط نہیں - یہ اور آقا محمد حسین ناخدا ے شیرازی جن کے نام کا ایک خط پنج آہنگ میں ہے (صفحہ ۱۲۱) ، ایک نہیں - علائی کے نام کے خط میں جن آقا محمد حسین شیرازی کا ذکر ہے (خطوط صفحہ ۳۴۷) وہ مؤخر الذکر معلوم ہوتے ہیں۔

حکیم صادق علی خاں حکیم شریف خاں کے بیٹے اور حکیم محمود خاں کے والد تھے۔ غالب ان سے خوش نہیں - خط ۲۲ و متفرقات صفحہ ۱۵ -

حکیم احد علی خاں عجب نہیں یہ حکیم سید احمد علی خاں ، یکتا ... دستور الفصاحت ہوں - ان کا نام پنج صفحہ ۱۶۹ اور خط ۲۰ میں آتا ہے - اس کے علاوہ کہیں ان کا ذکر نہیں۔ محمد علی ، تپاں کے بیٹے تھے اور حامد علی کے چھوٹے بھائی - یہ شاعر بھی تھے اور علی تخلص کرتے تھے - سخن میں ہے کہ " مولد و جائے تربیت ... اپنے والد ... سے کسب سخن کیا تھا ، لیکن لکھنؤ میں جا کر ... وزیر سے بھی دو چار غزلوں میں اصلاح لی تھی - ... میں مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے ... صاحب دیوان ہیں " سراپا سخن میں انھیں شاگرد وزیر لکھا ہے اور ان کے لکھنؤ جانے کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۵ - تپاں سے کسب سخن صحیح نہیں معلوم ہوتا - غالب کلکتہ میں تھے کہ ان کی شادی نسیم اللہ سے ہوئی تھی - اس کے پانچ چھ سال کے بعد ہی تپاں کی وفات ہوئی۔

خواجہ مستقیم نواب مہدی علی خاں بہادر ، راقم ، شورا کے نام خطوط ان کے سوا اور کہیں نہیں ؟ یہ پتا نہ چل سکا کہ کون ہیں -

حسام الدین حیدر خاں ، قاضی غیاث الدین محمد خاں ، قیامت کے بیٹے ، امیر الامرا نجف خاں کے داماد ، اردو کے مشہور شاعر سید محمد خاں رند کے علاتی بھائی اور ... بڑے دوست تھے - معروف کے دیوان دوم کا ایک شعر ہے :-

حسام الدین حیدر خاں ست امروز ... کہ کل ... روزے ... معروف نام ...

(معیار ، مئی ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۹۸) ... دیوان ... انھیں ... ہے ...

چو ... باز ... سال ... تسلیم ... حسام الدین حیدر خاں ... (۱۲ ...)

اس موقع پر تفضل حسین خاں اور امین الدین احمد خاں کو بھی ذکر کیا ہے ، اور ان سب کے متعلق لکھا ہے :- " ... ہم ... ایں ... صفحہ ... ۱۰ ... اسی ...

کی بنا پر اور تمام اور ... تشیع ... ہو گئے ... غالب کا بچپن کا دوست بتایا ہے (یادگار صفحہ ۷۶)۔ بات یہ ہے کہ غالب ایک ایسا لفظ لانا چاہتے تھے جو تفضیل پر صادق ہو، ورنہ غالب اور ناظر میں بیزاری تو بڑا کے تعلقات تھے اور غالب کی دوستی ناظر کے بیٹوں سے تھی، چنانچہ ان کے پسر خرد حسین مرزا کو برادرم لکھا ہے (خطابنام ناظر پنج صفحہ ۷۸) پنج میں ناظر کے نام چھ خط ہیں، شاہ آودھ کے نام دو فارسی عرض داشتیں ان کی جانب سے لکھی ہیں (پنج صفحہ ۶۵ و صفحہ ۳۵)، اور چار فارسی رباعیاں ان کی طرف سے شاہ اودھ کے لیے نظم کی ہیں (پنج صفحہ ۱۱۵ تک صفحہ ۱۰۲)

ان کے دیوان ریختہ کا دیباچہ بھی غالب نے تحریر کیا ہے اور یہ بات ظاہر کی ہے کہ "... آئین سخن ... نظم ... نظامی ... بود" (پنج صفحہ ۱۷۳)، حالانکہ ان کا کلام کچھ بلند پایہ نہیں۔ میرا قیاس ہے کہ غالب کی تبدیلی عقائد میں ناظر اور ان کے بیٹوں سے ربط کا بھی کچھ دخل ہوگا اور عمائد اودھ سے تعلقات پیدا کرنے میں ان سے مدد ملی ہوگی۔ ناظر کا سال وفات ۱۲۷۶ یا ... ہے جیسا کہ ترجمہ اقتباسات احسن الاخبار شائع کردہ جناب ... سے معلوم ہوتا ہے۔

محمد محسن۔ غالب جس وقت کلکتہ گئے ہیں، ظاہراً گورنر جنرل کے فارسی دفتر سے متعلق تھے۔ غالب کا بیان ہے کہ کلکتہ میں جب ان پر اعتراض ہوئے تو انھوں نے اور علی اکبر خاں نے جواب دیے تھے اور بادِ مخالف ان دونوں کی تحریک سے لکھی گئی تھی۔ (پنج صفحہ ۸۰) لارڈ ... دہلی آئے تھے تو یہ بھی ہمرکاب تھے، اور دو دن غالب کے ساتھ ٹھہرے تھے، بعد کو کرائے کا مکان لیا تھا (پنج صفحہ ۶۳) غالب نے پنج میں ان کی معزولی کا بھی ذکر کیا ہے (صفحہ ۶۲ و صفحہ ...)

... عالم علی خاں: تحقیق سے پتا نہ چلا کہ ... ظاہراً ... بہادر ... الدولہ کے ... سے تھے۔

... علی خاں اور عباس ظاہراً ... کے ملازم تھے۔

الارڈ صاحب جن کے دربار میں غالب شریک ہوئے تھے، لارڈ ... تھے اور ریذیڈنٹ جس کا ذکر آیا ہے ... ہے۔

(۳۰) غالب ۱۲۴۳ھ میں تیسری شعبان کو وارد کلکتہ ہوئے اور اس بنا پر کہ واپسی میں وہ ۱۲۴۵ھ کی دوسری جمادی الاولیٰ کو باندہ پہنچ گئے تھے، یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اواخر ربیع الثانی یا اوائل جمادی الاولیٰ میں کلکتہ سے رخصت ہوئے ہوں گے۔ ان کے کل خطوط باستثنائے خطوط ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷ و ۳۲ غالب نے کلکتہ میں لکھے ہیں۔ اس سے ان کا زمانۂ کتابت ایک حد تک متعین ہو جاتا ہے۔

۱) تپاں؟ خط ۱ رمضان ۱۲۴۳ھ یا رمضان ۱۲۴۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔ خط ۵ میں جس عقل کا ذکر ہے وہی ہے جس کی طرف خط میں اشارہ ہے تو ۱۲۴۳ھ یقینی ہے، اور خط ۵ کا زمانۂ تحریر خط ۱ سے مقدم ہے۔ خط ۱۳ میں دستار مانگی ہے، خط ۱ میں اسی کی رسید ہے؛ تو خط ۱۳ خط ۱ سے پہلے کا ہے۔

۲ و ۳) تپاں:— قریب بہ یقین ہے کہ خط ۲ میں جس شادی کا ذکر ہے، محمد علی کی شادی بسم اللہ ہے جو ظاہراً شعبان میں ہوئی (خط ۷)۔ اس خط کا تعلق خطوط ۳ و ۷ و ۹ سے ہے۔ خط ۲ خط ۳ اور خط ۹ ان دونوں سے مقدم معلوم ہوتا ہے۔ خط ۷ اس سلسلے کا آخری خط ہے۔ یہ فیصلہ مشکل ہے کہ یہ خطوط کس سنہ کے ہیں۔

۴) تپاں خط ۴ پہلا خط ہے جس میں فیض الدین حیدر کا نام آیا ہے۔ خط ۱۰ میں بھی ان کا ذکر ہے۔ خط ۳۱ جو فیض الدین حیدر کے نام ہے ۴ صفر ۱۲۴۵ھ کا لکھا ہوا ہے، اور یہ پہلا خط ان کے نام کا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے ۴ کا زمانۂ تحریر لازماً خط ۳۱ سے پہلے ہے۔ خط ۱۰ میں جس خط کے دعا کو (جہانگیر نگر) بھجوانے کی استدعا کی ہے ممکن ہے خط ۴ خط ۳۱ ہو۔

۵) تپاں؟ خط ۵ کا تعلق خط ۳۶ متفرقات (صفحہ ۷) سے ہے، اور اس زمانے کا ہے جب غالب کلکتہ میں تازہ وارد تھے۔ ۶) تپاں؟ زمانہ؟

۷) تپاں؟ خط ۲ و ۹ سے تعلق ۸) تپاں؟ زمانہ؟ ۹) تپاں؟ (۲ و ۳ و ۷)

۱۰) تپاں؟ (خط ۴ و ۳۱) ۱۱) تپاں؟ خط ۱۱ ورود کلکتہ کے چند ماہ بعد کا ہے جب غالب کو یہ ہدایت کی جا چکی تھی کہ مقدمہ دہلی میں پیش کریں۔ زیر بحث خط کے حالات اسی غرض سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ خط ۳۰ اس سے قبل کا ہے۔ اس میں

سلہ علامت استفہام مکتوب الیہ کا نام خط کے ساتھ نہیں ہے جب ہی دی گئی ہے۔

اجنبد جام جہاں نما مانگا ہے، اور اس میں اُسے واپس کرتے ہیں۔ از یڈینٹ کا ذکر دونوں میں ہے۔

۱۲ و ۱۴) خواجہ محمد حسن؟ خط ۱۴ میں غالباً دیوان کی طرف اشارہ ہے، جس کا صراحتاً ذکر خط ۱۲ میں ہے۔ میری رائے میں یہ دونوں خط ۱۰ رمضان ۱۲۴۸ھ کے لگ بھگ لکھے گئے ہیں۔

۱۳) تپاں؟ (۱) — ۱۵) خواجہ محمد حسن۔ خط ۱۰ اور خط ۱۵ کا زمانۂ تحریر ایک معلوم ہوتا ہے۔ ۱۶) خواجہ فخر الدین — ۱۰ رمضان ۱۲۴۸ھ۔

۱۷) تپاں؟ یہ خط ظاہراً اس زمانے کا ہے جب غالب کلکتہ میں پا بہ رکاب ہیں۔

۱۸) مکتوب الیہ؟ زمانہ؟ ۱۹) تپاں؟ زمانہ؟ ۲۰) تپاں؟ (۱۱)۔

۲۱) تپاں؟ خط ۲۱ میں اپنے ملازمین کی کلکتہ داخل کلکتہ سے ناواقفیت کا ذکر کیا ہے۔ ظاہراً اس زمانے کا ہے جب کلکتہ میں تازہ وارد تھے۔ خط ۲۳ کا اس سے تعلق ہے۔

۲۲) تپاں؟ متفرقات کا خط ۴ بنام تپاں صفحہ ۶۳۔ غالباً مرزا افضل بیگ کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے۔

۲۳) تپاں؟ (۲۱)۔ ۲۴) تپاں؟ یہ ادبی نزاع کے آغاز کے بعد کا ہے۔ شوال ۱۲۴۳ھ یا اس کے کچھ بعد لکھا گیا ہوگا۔ خط ۲۹ و ۳۰ بھی اسی زمانے کے ہیں۔

۲۵) تپاں؟ یہ خط اس وقت کا ہے جب کلکتہ سے رخصت ہونے والے ہیں۔ خط ۱۷ اس کے بعد کا ہے۔ ۲۶) تپاں؟ زمانہ؟

۲۷) تپاں؟ متفرقات کا خط ۵ بنام تپاں صفحہ ۶۴ تاریخ تحریر ۱۴ ستمبر ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۱ء ہوگی۔ مؤخر الذکر زیادہ قرینِ قیاس ہے۔

۲۸) تپاں؟ زمانہ؟ ۲۹) تپاں؟ (۲۴ و ۳۰) ۳۰) تپاں؟ (۲۴، ۲۹)

۳۱) فیض الدین حیدر؟ نہیں ... ایں، اصلاح شدہ شکل میں ان کے نام نگارستانِ سخن میں موجود ہے۔ غالب نے تاریخ تحریر ۲۰ صفر، روز تحریر جمعہ دیا ہے۔ ۱۲۳۵ھ ہونا چاہیئے۔

۳۲) تپاں؟ متفرقات کا خط ۲۲ بنام تپاں صفحہ ۷۵ — زمانہ بعد

وفات مرزا افضل بیگ ۔

---

(۴) ذیل میں خطوط کے متعلق جو امور توجہ طلب ہیں سلسلہ وار درج کئے جاتے ہیں

(۱) "حکیم صاحب، ممکن ہے کہ حکیم سید احمد علی خاں ہوں ۔ [illegible] کے معنی "استفادہ" نہیں، یہ کاتب یا غالب کی غلطی ہے ۔ نسخہ [illegible] ۔ [illegible] کاتب سے چھوٹ گیا ہے ۔ "سہولیت" کی جگہ "سہولت" ہونا چاہیے ۔ مکتوب الیہ سے قرض مانگا ہے ۔ مدعا یہ ہے کہ رقم مطلوبہ یکمشت مل جائے ۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں ۔

(۲) "تہنیت شادی" ہندوستانی فارسی ہے لیکن ممکن ہے کہ ایرانیوں نے بھی یہ [illegible] ہے ۔ لفظ شادی کو اس طرح استعمال کیا ہو ۔ [illegible] کے متعلق جناب ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی فرماتے ہیں : "پہلا اس [illegible] کو کہتے تھے جو بیرون اسٹریٹ افغانیہ ہاؤس کے [illegible] واقع ہے ۔ اس محلہ میں پہلے مرزا اور دو مسلمان شرفاء بستے تھے ۔ اس کے قریب اب تک آغا مہدی اسٹریٹ موجود ہے کہ ان میں جناب کے غالب نے یہ جواب لکھا ہوگا ۔ اس خط پر تاریخ نہیں ، بعد کے خط نمبر ۲ سے ۔

(۳) [illegible] کی جگہ [illegible] شادی [illegible] ہندوستانی فارسی ہے ۔ [illegible] اس کے [illegible] میں نہیں لکھا ۔ قیام ہوگلی کے متعلق خط ۵ دیکھا جائے ۔ [illegible] زیادہ ہوگا ۔

(۵) [illegible] سے [illegible] دربار عام [illegible] کا ذکر ہے ۔ شب کو سراج کے یہاں ٹھیرے تھے ۔ (متفرقات صفحہ ۵۰ ۔) [illegible] ہندی فارسی ہے

(۷) قیام ہوگلی کے متعلق [illegible] ملاحظہ ہو ۔

(۹) "محافل و مجالس" محافل [illegible] مجالس کی [illegible] نہ معلوم کس کا ہے ۔ [illegible] ان میں کیا ہوا ہے ، مگر [illegible] کا معلوم ہوتا ہے ۔

(۱۱) [illegible] الہ آباد میں جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے تحریر فرمایا ہے ۔ [illegible] ہے ۔ اس خط سے ثابت ہے کہ [illegible] ترتیب کلکتہ میں ہوا ہوگی ۔

(۱۲) [illegible] کے راستے سے جانے اور [illegible] حسام الدین حیدر خاں کے

دیوان لینے کیا تعلق ہے خط سے ظاہر نہیں۔ یہ بھی پتا نہیں کہ دیوان اُردو یا دیوان فارسی کا ذکر ہے۔ اگر فارسی ہے اور یہ خط اس زمانے کا ہے جب خط ۵ لکھا گیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دیوان ۱۲۴۸ھ میں مرتب تھا۔

(۱۴) اس خط پرت میں سنہ نہیں، ظاہراً کاتب ن کے نزدیک خط ۱۲ کا جزو ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، یہ جداگانہ خط ہے۔

(۱۵) مزہ بے مزہ؟ کو الف، اُردو میں بولتے ہیں عربی میں غلط ہے، فارسی کے متعلق اس وقت کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ لکھنؤ ن میں لکھنو۔ دولت ہائے مستقبلہ؟ ضروری العرض کی جگہ واجب العرض چاہیے۔ فروغ کی جگہ ن میں فرغ۔ اس خط کے ساتھ مکتوب الیہ کی طرف سے جو خط غالب نے لکھا ہے وہ کس کے نام ہے؟ اس مکتوب الیہ کا حیدرآباد سے تو کچھ تعلق نہیں؟

(۱۶) اس خط سے ظاہر ہے کہ غالب حیدرآباد یا کسی اور ریاست سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ "غالب ... زیستن" کلیات میں ہے (صفحہ ۴۷۵) "سید عالم وقبلۂ اہلِ عالم" سے ظاہراً نواب سیّد عالم علی خاں مراد ہیں۔ صنعتِ تعطیل میں جس نثر کا ذکر ہے وہی ہوگی جو معتمد الدولہ کی مدح میں لکھی گئی تھی اور پنج میں موجود ہے صـ ۳۲، رقعات درجبت؟

(۱۷) اس سے ظاہر ہے کہ جوانی میں بھی شب کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یہ بات نئی ہے کہ اتوار کے دن "اکل لحم" سے پرہیز کرتے تھے۔ یہ پتا نہیں کہ یہ عارضی بات تھی یا ہمیشہ کا دستور تھا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوشنبے کے دن کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۱۸) "تا ہمہ ... مرا" کلیات میں ہے (صفحہ ۴۳۰)، مکتوب الیہ ظاہراً کلکتہ سے ڈھاکہ (جہانگیر نگر) جا رہا تھا، دردِ سر کی وجہ سے غالب سے رخصت نہ ہو سکا۔ یہ خط ڈھاکہ بھیجا گیا ہے۔

(۱۹) "بہ جو تالابہ": یہ تالاب اب کہاں موجود ہے۔ کلکتہ میں کالج اور سینٹ پال کیتھیڈرل کے درمیان میں واقع ہے (ص)۔ "ماندگی ہائے" اور "استغنا" کی جگہ ن میں "واماندگی ہا" اور "استغناہا"۔

(۲۰) "لال ڈگی .... اب بھی ڈلہوزی اسکوائر کے اُس حصّے کو کہتے ہیں جو جنرل پوسٹ آفس کے قریب واقع ہے" (ص) ان میں ریزیڈنٹ۔

(۲۱) ایک کہار اور دو خدمت گار ظاہراً دہلی سے ساتھ گئے تھے۔ "گودڑ کہار" اُن کے علاوہ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں "تصدیعہ" ہے؟

"ناٹالی یعنی ناٹالی ہے" عوام اب تک اسے ناٹالی ہی کہتے ہیں۔ وہاں سال بھر میں ایک بار میلا بھی ہوتا ہے (ص) ناٹالی نام کا ڈاک گھر بھی کلکتہ میں ہے۔ وہاں کا مشہور علاقہ ہے۔ "ہر روز آدم" ان میں "ہر روزہ آدم" "گر" "ہ" مشکوک۔

(۲۲) یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص۲۳ و ص۲۴)۔ اختلافات یہ ہیں: متفرقات میں "تقلید" کی جگہ "کعبہ" "گوہم" کی جگہ "گو ہیں" اور یہی صحیح ہے "ترسند" کی جگہ "بند" یہ تمام تر صحیح ہیں "فدائے" کی جگہ "فدا" "مدعا این است" کی جگہ "مدعا این" "جملہ" کی جگہ "جلد را" (یہی صحیح ہے) "دیار را دیدہ" کی جگہ "دیار است" "خوش" کی جگہ "خوش گردد" یعنی "کما" کی جگہ "گردد" ... "از حال محذور میں ... خاکسار است" یہ تمام عبارت خفیف اختلاف کے ساتھ متفرقات میں سراج کے نام کے ایک خط کا جزو ہے ص... ۔ یہ متفرقات میں "دخان" کے بعد "بہادر" "سراسیمگی" کے بعد "را" ہے۔

(۲۳) تیاں غالباً غالب کے خطوط کو اپنی بیاض میں نقل کر لیا کرتے تھے۔ جس خط کو ضایع کرنے اور اپنی بیاض میں نقل کرنے کی ہدایت کی ہے وہ خط ۲۴ تو نہیں؟

(۲۴) یہ خط مجموعۂ ڈھاکہ کے تمام خطوں میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین غالب نے غالب پر اپنے اعتراضات کو قلمبند بھی کر لیا تھا مگر اس کا پتا نہیں چلتا کہ یہ اعتراضات کسی اخبار میں یا رسالے کے طور پر چھپے بھی تھے یا نہیں۔ جن اشعار پر اعتراض ہوئے ہیں وہ کلیات میں موجود ہیں (ص۲۹۸ و ص۴۸۲) اور اسی طرح ہیں جیسا غالب نے بیان کیا ہے۔ اس یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی میں دیو ذال سے متعلق غالب کے جس مسلک کا قاطع سے علم ہوتا ہے وہ بہت قدیم ہے۔ ۱۲۴۳ھ میں بھی ان کا یہی عقیدہ تھا جو ۱۲۷۶ھ میں تھا۔ یہ بحث طویل ہے کہ فارسی میں ذال ہے یا نہیں۔ اس کے بارے میں کبھی آئندہ لکھا جائے گا۔ اس وقت اس پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ پذیرفتن وغیرہ کو زے سے لکھنا قطعاً صحیح نہیں۔ غالب کا یہ کہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ چوں کہ وہ اس سے واقف ہیں کہ اور لوگ پذیرفتن وغیرہ کو ذال سے لکھتے ہیں، زے سے لکھنا املائی غلطی نہیں "غلطی" کی یا زایہ ہے غالب نے اردو میں بھی لکھا ہے: "غلطی ہائے مضامین

مت پوچھ‘ - میں فی الحال یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ ایرانیوں نے غلط کو یائے زائدہ کے ساتھ استعمال کیا ہے یا نہیں - اس خط کے متعلق مؤیّد میں ہے: پیش ازیں بدہ سال تخمیناً رقعاتے چند لوک ریز خامۂ حرف آفریں جناب غالب بہ نظر فقیر آمد نقل یک رقعہ ازاں اینکہ: اس کے بعد خط نقل کیا ہے جس میں ”لیکن ازاں جا... غلط نہ خوانند دیگر“ اور ”اگر بپذیرند..... اسد اللہ“ کی سوا کل عبارت موجود ہے (ص۱۲۲ و ص۱۲۳) - احمد کے سامنے پورا خط تھا اور انھوں نے عبارتیں خود حذف کر دیں، یا نامکمل خط تھا جو سارے کا سارا نقل کر دیا ہے اس کا فیصلہ مشکل ہے -

(۲۵) خط ۱۷ میں دو شنبہ کے دن کلکتہ سے روانگی کا ذکر کیا تھا، اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجشنبہ کو کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے -

(۲۶) ’فرزندانِ ارجمنداں‘ صفت کی جمع لانے پر غالب معترض ہوئے ہیں (تفاصیل تحقیق) ——

(۲۷) ’تنت .... گرند میاد‘ حافظ کا مطلع ہے - ’چندم‘ اب تک کہیں میری نظر سے نہیں گزرا - یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص۴۲) - اختلافات: متفرقات میں صادق علی خاں کے بعد ’صاحب‘، ’رسیدہ است‘ کی جگہ ’رسید‘ ’قبلۂ نیکواں‘ کی جگہ ’قبلۂ صورت و معنیٰ‘، احمد کے بعد ’صاحب‘، ’طراز دستہم‘ کی جگہ ’طراز حرف دستم‘، ’قبلۂ صورت و معنیٰ‘ کی جگہ ’قبلۂ نیکواں‘، ’حکیم احمد علی‘ کی جگہ ’حضرت سید احمد علی خاں‘، ’بہم دادہ است‘ کی جگہ ’بہم داد‘ - ’حکیم احمد علی خاں‘ کی جگہ ’حکیم صادق علی خاں‘ (اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے)، ’عزم انقطاع علاقہ‘ کی جگہ ’عزم انفکاک سررشتہ‘ ہے - متفرقات میں ’دریابم‘ کے بعد یہ عبارت زائد ہے: حالکہ دارم از ردی عریضۂ موسومۂ جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب سمت انکشاف تواند یافت - بخدمت مخدومۂ معظمہ گزارش ۔۔۔“ اور ’عزیز از جاں‘ کی جگہ ’عزیز از جاناں‘، اور ’دافزونی دولت‘ کی جگہ ’فقط‘ -

(۲۸) ’ل‘ ’ہیچ و تشویش‘ ’ہیچ و تاب تشویش‘ ہوگا -

(۲۹) یہ خط بھی اہم ہے - اس میں کن تین مطلعوں کا ذکر ہے، اس کا پتا نہ چل سکا - ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلع مکتوب الیہ (تپاں) نے بھیجے تھے - مگر کہیں اور اس کا ذکر نہیں، ’معترض‘ کی جگہ ’معترض الیہ‘ چاہیے -

(۳۰) ’شملہ بازار‘ خود غالب نے لکھا ہے کہ چیت بازار کے قریب ہے (پنج ۵۹)

'غالب' میں ہے کہ چیت پور روڈ کے اُس حصے میں تھا جو بعد کو 'گینڈا تالاب' کے نام سے مشہور ہوا (ص۵۱) ۔ 'آواز..... گزرا' سنا ہوا مصرع ہے، مگر اس وقت یاد نہیں آتا کس کا ہے۔ اردو شعر دیوان مروجہ میں ہے۔ اس خط سے بھی ادبی نزاع پر روشنی پڑتی ہے۔

(۳۱) ہے یاد آتا ہے کہ حکیم حبیب الرحمٰن مرحوم نے حاشیۂ ن پر لکھا تھا کہ جو اشعار اس خط میں ہیں وہ شائق کے دیوان میں موجود ہیں۔ اس خط میں 'اجبلۂ بدیہات' آیا ہے، اس کی نسبت احمد لکھتے ہیں:

"من یکے از ثقات سماع دارم کہ جناب غالب در یکے از نامہائے خود 'اجبلۂ بدیہیات' نگاشتہ است؛ جلا کہ بدیہیات کہ زبان زد خاص و عام است آں را نا روا پنداشتہ است" (موید ص۲۴۳) ۔

جناب ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی سے اس کا ذکر آیا تو انھوں نے کہا کہ 'اجلی بدیہیات' ہونا چاہیے۔ اجبلہ اور بدیہات دونوں غلط ہیں۔

(۳۲) یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص۵۷ و ص۵۸)۔ اختلافات: متفرقات میں 'اندہ' کی جگہ 'اندوہ'، 'اگر سر برود' کی جگہ 'کہ اگر سر برود'، 'بود' کی جگہ 'بودند'، 'معنی' کی جگہ 'یعنی'۔ لفظ 'فقط' متفرقات میں نہیں۔ 'یاد رند' کے بعد بہت سی عبارت ج ن میں نہیں ہے۔

۱۰/۱۲/۱